ماہنامہ

انوار مدینہ

جلد : ١٦	ربیع الاول ١٤٢٩ھ / مارچ ٢٠٠٨ء	شمارہ : ٣

سیّد محمود میاں مدیر اعلیٰ	سیّد مسعود میاں نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ١٧ روپے.........سالانہ ٢٠٠ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ٧٥ ریال

بھارت، بنگلہ دیش............. سالانہ ٢٠ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ.......................... سالانہ ٢٠ ڈالر

امریکہ.................................سالانہ ٢٥ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوار مدینہ 2-7914 (0954) MCB

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 5330311 - 42 - 092

خانقاہ حامدیہ : 5330310 - 42 - 092

فون/فیکس : 7703662 - 42 - 092

رہائش ''بیت الحمد'' : 7726702 - 42 - 092

موبائل : 4249301 - 333 - 092

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۷
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۱
حکیم فیض عالم کی بے راہ رَوی	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۳
عورتوں کے رُوحانی امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۲۰
حضرت فاطمہؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتیؒ	۲۲
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ		۲۸
حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ کے خطوط		۲۹
نفیس الحسینیؒ	جناب محمد رفیق صاحب اذفر	۳۴
آہ ! حضرت شاہ صاحبؒ بھی چل بسے	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۳۵
آہ ! پیر طریقت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ	جناب سید سلمان صاحب گیلانی	۴۰
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۲
اللہ ہی خالق ہے اور وہی راہ دِکھانے والا ہے	حضرت مولانا طارق جمیل صاحب	۴۴
تعلیمی اِنہماک کو نصب العین بنائیں	حضرت مولانا قاری تصور الحق صاحب	۵۱
دینی مسائل		۵۷
یہودی خباثتیں	جناب عبداللہ التل صاحب	۵۹
اخبار الجامعہ		۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !

گزشتہ ماہ کے آغاز سے قومی جرائد میں چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ اور دُنیا بھر کے اینگلیکن عیسائیوں کے معتبر پیشوا آرچ بشپ آف کینٹر بری ڈاکٹر روون ولیمز کا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ :

''برطانیہ میں شریعت کے قانون کو اپنائے بغیر کوئی چارہ نہیں یہ لازمی ہے اور اِس سے معاشرتی ہم آہنگی میں بہت مدد ملے گی۔ ڈاکٹر روون نے کہا برطانیہ میں معاشرتی قوانین کو ریاست کے قوانین کی حیثیت حاصل ہے اُنہوں نے کہا کہ برطانیہ میں رہنے والے مسلمانوں کو شادی بیاہ مالی جھگڑوں اور دیگر تصفیہ طلب مسائل کو شرعی قوانین کے تحت حل کرنے کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ چرچ آف انگلینڈ کا کہنا ہے کہ برطانیہ میں یہودیوں کے مسائل کے لیے اَلگ عدالتیں قائم ہیں لہٰذا قانون سب کے لیے ایک ہونا چاہیے ڈاکٹر ولیمز نے یورپ کی انسانی حقوق کی عدالت کے اِس مؤقف کو رَد کر دیا جس میں کہا گیا ہے کہ اسلامی شرعی قانون جمہوری اقدار کے منافی ہے اُن کا کہنا تھا کہ کسی قانون کو بھی صرف اِس لیے رَد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ آپ کی سوچ اور عقل سے مطابقت

نہیں رکھتا ریاست کے قانون کو معاشرے اور اِس میں رہنے والے لوگوں کے اقدار کا احترام کرنا چاہیے جو برطانوی معاشرے میں موجود ہے۔''

چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ کا بیان جہاں حقیقت پسندی پر مبنی ہے وہیں دُوسری طرف برطانیہ کے دُوسرے پادریوں اور سیاسی قائدین کی طرف سے چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ کے خلاف شدید ردِعمل بھی عیسائی معاشرے کی اسلام کے ساتھ تنگ نظری اور غیر حقیقت پسند رویہ کی عکاسی کر رہا ہے جبکہ مسلم معاشرے کا رویہ اپنی غیر مسلم رعایا کے ساتھ ہمیشہ سے فراخ دلی والا رہا ہے۔ مثال کے طور پر ہندوستان میں جب بھی تنگ نظر متعصب ہندو مسلمانوں کا قتلِ عام کرتے ہیں اور وہاں کی انتظامیہ بھی جانب داری کر رہی ہوتی ہے اور اِس طرح ہزاروں مسلمانوں کا قتلِ عام ہوتا ہے مگر اِس سب کے باوجود پاکستان یا کسی بھی مسلم ملک میں اِس کے خلاف ردِعمل کے طور پر ایسا نہیں ہوتا کہ یہاں پر آباد ہندوؤں یا سکھوں کو جواباً قتل کر دیا جائے۔

مسلم ملکوں میں اسلامی قوانین نہ ہونے کے باوجود بھی خود بخود مسلمانوں پر اسلام کے عادلانہ نظام کی ایسی چھاپ لگی ہوئی ہے کہ جس نے اس باب میں مسلمانوں کو بہت عالی حوصلہ بنا دیا ہے یہی حال دُنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کا ہے کہ وہ عیسائیوں اور یہودیوں کے مظالم کے خلاف اپنے ملک میں بسنے والی غیر مسلم رعیت کو بلاوجہ اپنی انتقامی کارروائیوں کا نشانہ نہیں بناتے۔

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ منورہ میں اِسلام کا عادلانہ نظام قائم فرمایا تو اُسی وقت ہی سے کافر رعیت کی جان و مال کی حفاظت کی ضمانت اور دیگر حقوق متعین فرما کر مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ اِن اُصولوں کی پاسداری کریں اور اُن پر اُن کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں، آپ نے اپنی وفات کے وقت بھی اہلِ ذمہ کے حقوق کی پابندی کی تاکید فرمائی۔ اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی ان کے حقوق کا ہمیشہ خیال رکھا اور اپنی وفات کے وقت بعد میں آنے والوں کے لیے ان قوانین پر عمل پیرا رہنے کی تلقین فرمائی۔

بخاری شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ (سن چار ہجری میں) مدینہ منورہ کے یہودی آپ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ ہم میں سے ایک یہودی اور یہودن نے زنا کیا ہے آپ نے فرمایا ''رجم'' کے بارے میں تم ''توراۃ'' میں کیا پاتے ہو؟ کہنے لگے ہم تو (بس) اُن کو ذلیل کرتے ہیں اور کوڑے لگا دیے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ (جو کہ پہلے یہودی عالم تھے اور مسلمان ہو گئے تھے وہاں بیٹھے تھے) بولے تم جھوٹ بول رہے ہو اِس میں ''رجم'' (کا حکم) ہے تو وہ تو راة لے آئے اُس کو کھولا تو اُس میں سے ایک (یہودی) نے آیت ِرجم پر ہاتھ رکھ دیا اور آیت سے پہلے اور بعد کا حصہ پڑھ ڈالا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا اپنا ہاتھ تو ہٹا تو اُس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آیت ِرجم اُس میں موجود تھی تو کہنے لگے یہ ٹھیک کہتے ہیں اے محمد اِس میں رجم کی آیت ہے تو نبی علیہ السلام نے (فوجداری کیس میں اُنہی کے دین کے مطابق) دونوں کے رجم کا حکم دیا تو اُن دونوں کو رجم کر دیا گیا (بخاری شریف ص ۱۰۰۷ و ۱۰۱۱)۔

اِس کے علاوہ عام زندگی کے حالات میں بھی اُن کے ساتھ ناانصافی کی اجازت نہیں دی بلکہ انصاف کے تقاضوں کی عملاً پوری پوری پاسداری فرما کر دکھلائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عالم کے (جو کہ بڑا مالدار بھی تھا) نبی علیہ السلام کے ذمہ اُس کے دینار تھے اُس نے نبی علیہ السلام سے تقاضا کیا آپ ﷺ نے فرمایا اے یہودی (اِس وقت) میرے پاس تجھے دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ کہنے لگا میں تو آپ سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ آپ مجھ کو دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر تو میں ہی تمہارے پاس بیٹھا رہتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے (اُس کی تسلی کے لیے وہیں باہر) ظہر پڑھی عصر پڑھی مغرب پڑھی اور عشاء پڑھی اور (رات بھر باہر اِسی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ) فجر کی نماز پڑھی اور صحابۂ کرام (دُور سے) اِس یہودی کو ڈراتے اور دھمکاتے رہے۔ نبی علیہ السلام سمجھ گئے (کہ یہ اِس کو دھمکا رہے ہیں) صحابہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ایک یہودی نے آپ کو پابند کر رکھا ہے (بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی)۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رَب نے مجھے منع فرمایا ہے کہ میں کافر رعیت کے کسی فرد کے ساتھ یا ویزا لے کر آنے والے کسی کافر کے ساتھ ظلم کروں (اِسی حالت میں) دن چڑھ گیا۔ (تو اَب) یہودی نے کہا **اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد انّکَ رسول اللّٰہ** (اور یہ بھی کہا کہ) میرا آدھا مال اللہ کے راستے میں وقف ہے .... (مشکوٰة شریف ص ۵۲۱)

یہ وہ اَخلاق اور تعلیمات ہیں جو شروع ہی سے اسلام نے مسلمانوں کو سکھلائی ہیں اِن کی برکات نے اُن کا سینہ فراخ کر دیا اور انتقامی جذبہ میں اعتدال پیدا کر دیا۔ چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ کی حقیقت پر مبنی چھوٹی سی رائے پر ملکہ برطانیہ سمیت پوری عیسائیت کی برہمی اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام کے ساتھ

تنگدلی اور عداوت اِن کے گھٹی میں شامل ہے اور اِن کے مذہب میں اقلیتوں کے بارے میں کوئی ضابطۂ اخلاق اور ہدایات نہیں ہیں وقتی مصلحتوں اور حالات کے جبر کی وجہ سے اُن میں اگر کہیں کوئی نرم گوشہ نظر آئے یا شخصی رائے کا جھکاؤ معلوم ہو تو اِس بنا پر کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر اُن سے ہرگز خیر کی توقعات وابستہ نہ کرنی چاہیے۔

اُن کی اسلام اور مسلمان دشمنی سے متعلق قرآنی ہدایات بالکل واضح اور اٹل حقیقت ہیں جن کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنے ہی میں ہماری خیر اور بھلائی ہے۔ باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے :

> اے ایمان والوں نہ بناؤ کسی کو بھیدی اپنوں کے سوا۔ (کفار) تمہاری تباہی میں کوئی کمی نہیں کرتے، ان کی خوشی ہے تم جس قدر تکلیف میں رہو اُن کی زبانوں سے دُشمنی عیاں ہو ہی جاتی ہے اور جو (بدخواہی) اُن کے سینوں میں چھپی ہے وہ اِس سے بہت زیادہ ہے (جو ظاہر ہوتی ہے)۔ ہم نے بیان کر دیں تم کو نشانیاں اگر تم کو عقل ہے، سن لو تم لوگ اُن کے دوست ہو اور وہ تمہارے دوست نہیں اور تم سب کتابوں کو مانتے ہو۔ اور جب تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو کاٹ کاٹ کھاتے ہیں تم پر اُنگلیاں غصہ سے۔ آپ کہہ دیں (جل) مرو تم اپنے غصہ میں اللہ کو خوب معلوم ہیں دلوں کی باتیں اگر تم کو ملے کچھ بھلائی تو بُری لگتی ہے اُن کو اور اگر تم پر آئے کوئی بُرائی تو خوش ہوں اِس سے۔ اور اگر تم صبر کرو اور بچتے رہو تو کچھ نہ بگڑے گا تمہارا اُن کے فریب سے، بیشک جو کچھ وہ کرتے ہیں سب اللہ کے بس میں ہے (پارہ ۴ سورۂ اٰل عمران آیت نمبر ۱۲۰۔۱۱۸)

اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو کفر کے مکر و فریب سے محفوظ فرمائے اور مسلمانوں کو اُن سے خبردار رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

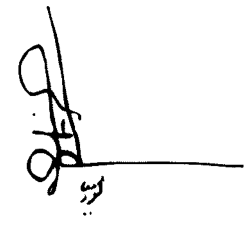

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت عبداللہؓ شہادت کے وقت مقروض تھے ایک بیٹا اور نو بیٹیاں تھیں

مادی امداد بھی اور رُوحانی بھی ۔ برکت اور نظر بندی میں فرق ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 55 سائیڈ A 1986 - 01 - 10)

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ وا صحابہ اجمعین امابعد !

حضرتِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے جنابِ رسول اللہ ﷺ (غزوہ اُحد کے بعد) ملے تو آپ نے فرمایا کہ یَاجَابِرُ مَالِیْ اَرَاکَ مُنْکَسِرًا کیا وجہ ہے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ مُنْکَسِرْ ہو، ٹوٹا ہوا دل ہو جیسے اِس طرح کی حالت ہے تمہاری تو میں نے جواب دیا کہ اُسْتُشْہِدَ اَبِیْ میرے والد شہید ہو گئے وَتَرَکَ عَیَالًا وَّ دَیْنًا اور بچے بھی اور قرض بھی وہ چھوڑ گئے ، یہ اَکیلے تھے نو بہنیں تھیں کچھ کی شادی ہوئی تھی دو کی یا تین کی باقی بہنیں باقی تھیں شادی بھی اُن کی ہونی تھی تو ایک تو عیال داری، آمدنی کم اور قرض سر پر اور اُدھر یہ ہوا کہ اُحد کے موقع پر اِنہوں نے جہاد میں حصہ لیا اور شہید ہو گئے تو اِنہوں نے یہ حال عرض کیا۔

رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جو اِن کی خاص اِمداد فرمائی ہے ایک مادّی بذریعہ معجزہ وہ تو اَلگ ہے دُوسری غیبی و رُوحانی اُس کے خاص واقعے دو آتے ہیں آگے۔

مادّی اِمداد :

پہلی تو یہی قرض کی اَدائیگی ہی کا کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پہلے تو یہ کوشش فرمائی کہ وہ لوگ رعایت دیں یا تو قرض چھوڑ دیں یا ہر آدمی اگر یہ چاہے کہ مجھے پہلے مل جائے تو ایسے نہ ہو ترتیب وار رکھ لیں قسطیں رکھ لیں لیکن وہ سخت لوگ تھے غیر مسلم تھے یہودی تھے وہ راضی نہ ہوئے کسی بھی چیز پر بلکہ جب سفارش کے لیے رسول اللہ ﷺ وہاں پہنچے تو ایسے ہوا کہ جیسے وہ بھڑک گئے ہوں تو پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ فرمایا کہ ایسے کرو کہ جتنی قسم کی کھجوریں ہیں یہ اَلگ اَلگ کرکے ڈھیر بنادو اِن کے، تو جو بڑا ڈھیر تھا آپ تشریف لے گئے اور اُس کے گرد چکر لگایا وہیں تشریف فرما ہو گئے اور فرمایا کہ اِس میں سے اِن کا قرضہ ادا کرتے رہو، تو وہ تول تول کر ناپ ناپ کر جیسے بھی طریقہ تھا جو سب سے بڑا ڈھیر تھا اُسی میں سے اَدا کرتے رہے مگر وہ ختم نہیں ہوا اور قرض سارا اَدا ہو گیا یہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں یہ تھا کہ اگر یہ سارا خرچ ہو جائے اور میں اپنی بہنوں کے پاس ایک حَبَّۃٌ بھی لے کر نہ آؤں ایک دانا بھی لے کر نہ آؤں تو بھی غنیمت ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ وہ ڈھیر بالکل اُسی طرح رہا جیسے کہ پہلے تھا سلامت رہا وہ ڈھیر جیسے کہ اُس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی ہو اور قرض سارا اَدا ہو گیا اور............

یہ برکت اور معجزہ تھا شعبدہ نہیں تھا :

تو ایک تو یہ اِمداد آپ نے فرمائی اور یہ معجزہ تھا رسول اللہ ﷺ کا یہ کوئی نظر بندی نہیں تھی۔ نظر بندی تو یہ ہوتی ہے کہ اُس وقت تو اُسے لگے گا جیسے میں لے جا رہا ہوں پھر جب گھر میں جا کر دیکھے گا تو ایک دانہ بھی نہیں نکلے گا گھٹلی نکلے گی تو وہاں سے تو بھر کر لے گیا ہے ڈرم گھر جا کر دیکھتا ہے خالی ہے یا یہاں نظر آئے گا کہ یہ بھرا ہوا ہے اور حقیقت میں کچھ بھی نہ ہو یہ تو ہوئی نظر بندی ایسی بات تو تھی نہیں یہ تو برکت تھی ایک طرح کی خدا کی طرف سے معجزہ یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ وہ پیدا فرمائے کسی چیز کو کسی موسم میں، مہینوں میں، کہ پہلے بور لگتا ہے اِس کا، اُس کے بعد پھر پیدا ہونا شروع ہوتا ہے پھل، پھر وہ بڑا ہوتا ہے پھر گرمی پڑتی ہے تو پکتا ہے یہ گویا مہینوں میں پھیلی ہوئی چیز ہے اور درخت نہ ہو تو پیدا ہو ہی نہیں سکتا کھجور کا دانہ بھی، کھجور سے کھجور پیدا ہو جائے کھجور کے دانے سے کھجور کا دانہ پیدا ہو جائے یہ نہیں ہوتا کھجور کے دانے سے درخت پیدا ہو گا درخت سے دانہ پیدا ہو گا اور جب پیدا ہو گا تو وہ بھی مہینوں میں ہو گا اور موسم پر ہو گا بے موسم

نہیں ہوگا سردیوں میں کھجوریں ہوجائیں اور پک جائیں یہ نہیں ہوگا گرمیوں میں گرمی آئے گی تو پکّیں گی یہ ہوگا اِن سب چیزوں کی خدا کو تو ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ تو قدرت اِس سے زیادہ رکھتا ہے۔اُس کو یہ قدرت بھی ہے کہ وہ کھجوروں سے کھجوریں پیدا فرمادے براہِ راست بلاواسطہ اور بلاقید موسم کے اور بلاعرصہ گزرے ہوئے تو وہ معجزہ کہلاتا ہے وہ خداوندِ کریم کی قدرت کا ایک مظاہرہ ہے یہاں دُنیا میں وہ بہت کم ہے اور آخرت میں جنت میں یہی ہے کہ وہ اِرادہ کرے گا کہ یہ چیز ہو وہ فوراً پیدا ہوجائے گی سامنے آجائے گی اور ہوگی وہ حقیقت خیال نہیں ہوگا جیسے کہ آپ خیال کرلیں کہ یوں ہوگا تو کبھی بھی کچھ نہیں ہوگا پیٹ بھی نہیں بھرے گا اُس سے ذائقہ بھی کوئی نہیں ہوگا وہ خیالی چیز ہوگی، خیالی نہ ہو حقیقی ہو اور فوراً ہوجائے یہ آخرت میں تو ہوگا دُنیا میں خدا کی قدرت ہے کبھی کبھی اَنبیائے کرام کی صداقت ظاہر فرمانے کے لیے معجزات اللہ تعالیٰ دکھاتے رہے ہیں اَب تو نہیں نبی کوئی بھی اَب تو عیسٰی علیہ السلام ہی آئیں گے تو معجزات کچھ ہوں گے ظاہر ورنہ نہیں باقی جو بزرگوں سے کوئی چیز ظاہر ہوتی ہے تو اُس کو معجزہ نہیں کرامت کہتے ہیں۔

نبی کے سوا بزرگوں سے جو چیز ظاہر ہوتی ہے وہ کرامت ہے معجزہ نہیں :

اور بزرگوں کے ہاتھ سے کوئی چیز ظاہر ہو تو وہ بزرگ کی جو کرامت ہے وہ بھی نبی ہی کا معجزہ ایک طرح کا ہوگا کیونکہ اُس نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا ہے جو بھی کچھ کیا ہے حاصل، دین ہی اُن سے حاصل ہوا ہے اور دین کی وجہ سے یہ کرامت ظاہر ہورہی ہے تو اِس طرح سے جو آج کسی کسی ولی سے ظاہر ہو وہ کرامت کہلائی گی اور وہ بھی نبی ﷺ ہی کا ایک طرح سے معجزہ ہے۔اَب ایک چیز تو یہ نظر آئی تھی (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو) سامنے واضح طرح اور جب ایک آدمی دیکھ لیتا ہے اور بہت چیزیں پہلے بھی دیکھی ہوں گی اُنہوں نے اِس طرح کے معجزات، تو پھر یہ ہوجاتا ہے کہ اُس کے بعد اَگلی بات جو کہی جائے جو غیب کی ہو نظر نہ آتی ہو یا آئندہ ہونے والی ہو اُس پر بھی اعتماد ہوجاتا ہے آدمی کو اُس پر بھی ایمان لانا آسان ہوجاتا ہے۔

غیبی اور رُوحانی اِمداد :

چنانچہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں ایک اور خبر دی کہ اَفَلَا اُبَشِّرُکَ بِمَا لَقِیَ اللّٰہُ بِہٖ اَبَاکَ تمہیں میں وہ خوشخبری سناؤں جو تمہارے والد صاحب سے اللہ تعالیٰ نے معاملہ کیا ہے اور جب ملے

ہیں خدا کے یہاں تو کیا ہوا ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ **بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ** پھر فرمایا **مَا کَلَّمَ اللّٰہُ اَحَدًا قَطُّ اِلَّا مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ** اللہ تعالیٰ نے کسی سے بھی کبھی بلا حجاب بات نہیں فرمائی لیکن ہوا یہ ہے کہ **اَحْیَا اَبَاکَ** تمہارے والد کو حیات دی اور **کَلَّمَہٗ کِفَاحًا** اللہ تعالیٰ نے اُنہیں شرف بخشا ہے ہم کلامی کا براہِ راست اور یہ فرمایا کہ **یَا عَبْدِیْ تَمَنَّ عَلَیَّ اُعْطِکَ** اُن سے کہا کہ مجھ سے کوئی تمنا کرو میں تمہیں وہ دُوں گا تو عرض کیا تمہارے والد نے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ **تُحْیِیْنِیْ** مجھے آپ زندگی دوبارہ دیں دُنیا کی اور پھر میں دوبارہ اِسی طرح شہید ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **اِنَّہٗ قَدْ سَبَقَ مِنِّیْ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ** میرا یہ فیصلہ ہے کہ جو دُنیا سے اِدھر آجائے وہ نہیں لوٹایا جائے گا دوبارہ **فَنَزَلَتْ** تو پھر یہ آیت اُتری تھی **وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا** جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ہیں قتل کردیے گئے ہیں اُنہیں مردہ نہ سمجھو **بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ** اور **فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ** تو اِس طرح کی چیز ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خاص فضیلت :

پھر یہ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ایک فضیلت اِنہیں مزید یہ حاصل تھی کہ میرے لیے جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اِستغفار فرمایا رسول اللہ ﷺ کا اِستغفار اِن کے لیے کرنا اِس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دُعاء دی کہ اللہ تو اِن کے گناہوں کو معاف فرما یہ دُعاء دی مجھ کو پچیس مرتبہ مختلف مواقع پر گویا **مِنْ حَیْثُ الْمَجْمُوْعِ** اِتنی مرتبہ مجھ کو یہ دُعاء دی یہ اِن کا شرف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن سے محبت اور آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء ....

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمہ اللہ ﴾

☆ کتابوں کا مطالعہ کر کے ہمیشہ پڑھایا کیجئے اور طالب علموں کو سمجھانے میں کمی نہ کیا کیجئے۔

☆ لوگوں کے ساتھ خلط ملط بقدرِ ضرورت رکھیے اور بس ع

از خلائق دُور ہمچو غول باش

☆ گھبراؤ نہیں مایوس مت ہو ایک خدا پر بھروسہ کرو وہ ہمارے ساتھ ہے کوشش کیے جاؤ کامیابی دیکھو گے، خدا سے ڈرو اُس کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔

☆ آپ بھول جاتے ہیں کہ فرمانِ خدا اور رسول ﷺ کیا ہے؟ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ (الآیة) اِس اِرشاد کو دیکھئے کیا حکم ہے؟ آپ بھول جاتے ہیں کہ کارساز اور فعال کون ہے اور وسائط کا درمیان میں کیا مرتبہ ہے؟ آپ بھول جاتے ہیں کہ اِن مصائب پر کیسے کیسے وعدے ہیں۔

☆ ظلم قیامت کے روز ہر تاریکی اور سیہ بختی کا باعث ہوگا۔

☆ آدمی کو عالی ہمت اور جفاکش ہونا چاہیے۔

☆ عورتیں خلقی طور پر ٹیڑی طبیعت کی ہوتی ہیں اور آپس میں لڑائی جھگڑا لگانا بجھانا اِن کی فطرت میں داخل ہے، اِس سے متاثر نہ ہونا چاہیے۔

☆ والدین اپنے بچوں کو خواہ کتنا ہی برا کہیں اور خواہ کتنا بھی توہین آمیز معاملہ کریں اور خواہ وہ لگاتار جوتے لگائیں گھر سے نکالیں سب وشتم کریں ظلم وستم عمل میں لائیں کسی حالت میں اَولاد کی توہین نہیں ہے، اَولاد کو ہرگز ہرگز رنجیدہ ہونا اُن سے انقطاعِ تعلق کرنا اور دل گیر ہو کر پیچ وتاب کھانا اِنتہائی غلطی ہے۔

☆ اپنے دُنیاوی معاملات اور کاروبارِ تجارت میں کسل اور تن پروری کو جگہ نہ دو اور ہر حالت میں

خداوندِ کریم کو یاد رکھ کر اُس کی تابعداری اور ذکر کو مقدم رکھنے کا طریقہ جاری رکھو۔

☆ رشتہ داروں میں مجبوری طور پر تحمل کرنا اور میل جول رکھنا غصہ اور غم کو تھوک دینا پڑتا ہے۔ رشتہ ناتا خدا نے بنایا ہے، آدمی کے توڑنے سے ٹوٹ نہیں سکتا۔

☆ تم لوگ ہرگز اُمتِ محمدیہ ﷺ کی خدمت انجام نہیں دے سکتے جب تک کہ اپنے آپ کو شریعت کا پابند اور سننِ نبویہ عَلٰی صَاحِبِهَا الصَّلٰوةُ وَالتَّحِيَّةُ کا شیدا، اپنے ظاہر و باطن کو جنابِ رسول اللہ ﷺ کا نمونہ نہ بناؤ گے، لوگ بغیر اِس کے آپ کی تقلید کس طرح کریں گے۔

☆ جماعاتِ پنج گانہ کی پابندی نہیں ہوتی شریعت اور سنت کی تابعداری میں کوتاہیاں ہوتی ہیں' یہ ہرگز نہ ہونا چاہیے۔

☆ جوانی کی مبارک زندگی بہت غنیمت ہے اِس کو ذکر کی خوش رنگیوں سے آراستہ کرو۔

☆ والدین ماجدین کی اطاعت اور خوشنودی اور اُن کی دعائیں حاصل کیجیے۔

☆ فَمَا وَهَنُوْا لِمَا اَصَابَهُمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا (الآية) کا مظاہرہ وقول وعمل سے ہمیشہ کرتے رہنا چاہیے۔

☆ نہایت نرمی اور حکمتِ عملی سے تبلیغ کریں لوگوں کو راہِ راست پر لگائیں، دین اِسی طرح پھیلا ہے، اپنی اصلاح بھی ساتھ ساتھ توجہ سے کرتے رہیں۔

☆ ہر لمحہ زندگی کا خدا کی یاد میں اور دین کی خدمت میں صرف کریں، موت اور بعد الموت کے اَحوال پیشِ نظر رکھیں۔

☆ ماحول سے خود متاثر نہ ہوں، اپنے ماحول سے دُوسروں کو متاثر کریں۔

☆ تعلیماتِ دینیہ سے بھی نسبت میں قوت پیدا ہوتی ہے، اِس میں بھی کوشش فرماتے رہیں۔

☆ مسلمان شادی بیاہ کی خصوصاً اور موت اور ختنہ وعقیقہ وغیرہ کی وہ رسوم جن کے مصارف وغیرہ نے اِن کو برباد کر دیا ہے اُن کو عموماً ترک کر دیں۔

سلسلہ نمبر ۳۰ قسط : ۸، آخری

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حکیم فیض عالم صدیقی کی بے راہ رَوی

حضرتِ اقدسؒ اور حکیم فیض عالم صدیقی [۱] کے درمیان خط وکتابت

حضرتِ اقدسؒ کا خط

آپ نے اپنے 9/8/76 کے خط میں اِس حدیث کے نا قابلِ اعتبار ہونے کی دلیل میں حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہما کے نام بھی دیے تھے۔ وہ اِس خط میں نہیں لکھے۔ میں نے اِس خط میں اشارۃً جواب لکھا تھا، اَب اُن کی عبارت بھی لکھ رہا ہوں ''وحکمتِ اُو بیش اَزاں اَست کہ باحصاء درآید و چگونہ میسر شود احصاء آں حالانکہ آنحضرت ﷺ فرمودہ باشند اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا

---

[۱] حکیم فیض عالم صاحب صدیقی غیر مقلدین کے بے نظیر و مایۂ ناز محقق ہیں۔ اِس زمانہ کے نواصب (اہلِ بیتؓ کے مخالفین) میں اِن کو خاص مقام حاصل ہے۔ اِنہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور تقریباً ہر کتاب میں اسلاف کو ہدفِ تنقید بنایا ہے حتّٰی کی اِن کی دَست برد سے صحابہ کرامؓ بھی نہیں بچ سکے، اہلِ بیت عظامؓ سے اِن کو خصوصی پرخاش تھی، چنانچہ اِنہوں نے اُن پر جی کھول کر سب وشتم، دشنام دہی اور دریدہ دہنی کی ہے۔ موصوف کو جہلم میں خود اپنی مسجد کے اندر ۱۹۸۳ء میں قتل کر دیا گیا تھا۔ موصوف نے اپنی کتاب ''اختلاف کا اَلمیہ'' حصہ اوّل کی طبع دوم میں حضرتِ اقدس مولانا سیّد حامد میاںؒ کے ساتھ اپنی اِسی زیرِ نظر مکاتبت کا حوالہ دیا ہے۔ (ادارہ)

لیکن قدرے متیسر بقلم آریم''، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حکمت اِس سے زیادہ ہے کہ وہ کسی دائرہ میں آسکے اِس کا شمار کرنا ایسی حالت میں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اَنَامَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا فرمایا ہو کب آسان کام ہوسکتا ہے، لیکن پھر بھی جتنا آسانی سے ہوسکتا ہے وہ ہم تحریر میں لا رہے ہیں۔(ازالۃ الخفاء ص ۲۷۱ و ص۲۷۲)

اور قُرَّةُ الْعَیْنَیْنِ میں بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مناقب سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ میں اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا کی روایت لائے ہیں۔(دیکھئے قرۃ العینین ص۱۴۰،۱۴۱)

تو آپ نے اِن حضرات کے نام کا استعمال غلط کیا تھا بلکہ یہ تو اِس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلتِ علمی ثابت کررہے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مسئلہ پر بحث کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں :

''بخلاف اُن صحابۂ کرام کے جو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں مرتبہ اجتہاد کو پہنچے اور آنحضرت ﷺ نے اُن کے مسائلِ اجتہادیہ کی تصدیق فرمائی اور اُن صاحبوں کو فتوٰی اور اجتہاد کی اجازت فرمائی تھی مثلاً حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور اُن کے مانند اور جو صحابۂ کرام ہوئے، تو جن صحابۂ کرام کو آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں اجتہاد کا مرتبہ حاصل نہ ہوا تھا ایسے صحابۂ کرام کے اجتہاد کی نفی کرنا دُرست ہے کیونکہ اُنھیں آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں اجتہاد کا مرتبہ حاصل نہ ہوا تھا'' الخ (ص۲۰۲ فتاوٰی عزیزی ج۱)

ایک دُوسری جگہ وہ تحریر فرماتے ہیں :

''حضراتِ شیخین کی تفضیل حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہم پر ہر اعتبار سے نہیں بلکہ محققین نے لکھا ہے کہ حضراتِ شیخین میں بھی کسی سے ایک صاحب کی تفضیل دُوسرے صاحب پر ہر وجہ سے ثابت ہونی محال ہے، اِس واسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جہادِ سیفی و سنانی میں اور فن قضاء وکثرتِ روایتِ حدیث میں اور ہاشمیت وحنیفیت میں اور علی الخصوص اِس وجہ سے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ زوجیت کی قرابت ہے افضل ہیں، اور اِن

وجوہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تفضیل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر قطعی طور پر ثابت ہے اور ایسے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر قطعی طور پر اِن اُمور میں ثابت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ' ایمان لے آئے، اور ایسا ہی یہ بھی کہ پہلے نماز پڑھی، بلکہ مراد اِس اَمر سے کہ حضراتِ شیخین کو حضرت علی پر فضیلت ہے یہ ہے کہ سیاستِ اُمت، حفظِ دین، سدباب فتنہ وترویج احکامِ شرعیہ اور ممالک میں اشاعتِ اسلام اور اقامتِ حدود و تعزیرات کہ اِن اُمور کو آنحضرت ﷺ کے مانند انجام دینے میں حضراتِ شیخین کو حضرت علی پر فضیلت ہے اور خلافتِ کبری کے یہی مقاصد ہوتے ہیں اور اِسی وجہ سے اِس اَمر پر صحابہ کا اجماع ہوا کہ خلافتِ کبریٰ کے مقاصد میں حضراتِ شیخین مقدم ہیں۔ (فتاویٰ ص۱۷۳ ج۱)

اَب شیخ الاسلام حضرتِ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبِ گرامی کی بقیہ عبارت جو مکتوب کے نمبر ۵ میں تحریر فرمائی ہے یہاں نقل کرتا ہوں۔

اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ . '' اَلْعِلْمُ '' اَصل الف ولام میں عہدِ خارجی ہے جس کے معنٰی علی طریق الاصولیین والبیانیین فردِ معین کا اِرادہ کرتا ہے، خواہ اِس کا تعین عبارۃً ہو یا حضوراً یا عملاً یا حسًا لہٰذا کیوں نہیں، ممکن ہے کہ کسی خاص علم کا اِرادہ فرمایا گیا ہو اور اُس کے حاصل کرنے کے لیے صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ' ذریعہ ہوں، جملہ علومِ رُوحانی یا مادی شرائع سے تعلق رکھتے ہوں یا طریقِ تصوف سے عبادات کے علوم ہوں یا معاملات وغیرہ سب کا اِرادہ کرنا محلی باللام الخارجی ہے کیونکر صحیح ہوسکتا ہے، حالانکہ باتفاق اُصولیین والبیانیین اَصل عہدِ خارجی ہے استغراق کا اِرادہ صرف اُس وقت میں کیا جاسکتا ہے کہ عہدِ خارجی ممتنع ہوجائے اور واقعہ بھی یہی ہے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے علومِ متنوعہ تمام صحابۂ کرام سے پھیلے، صرف تصوف کا نشو ونما حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا، دُنیا میں جس قدر بھی سلاسلِ طریقت ہیں سب کا مرجع حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کا اسم

گرامی ہے۔نقشبندیہ کا ایک سلسلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے مگر اُس میں انقطاع بہت زیادہ ہے اتصال والا طریقہ اُن کا بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کا دریوزہ گر ہے، بناء علیہ اِس حدیث کو اِسی پر محمول کرنا لازم ہے کہ علم باطن اور تصوف میں داخل ہونے کے لیے پسماندگان اور بعد آنے والوں کے لیے صرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ' وسیلہ ہیں۔

صراط مستقیم میں حضرت سید احمد صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (ص ۵۸) وحضرت مرتضٰی یک نوع (جس کا میں ترجمہ کیے دیتا ہوں) کہ حضرت مرتضٰی رضی اللہ عنہ کو ایک قسم کی فضیلت حضرات شیخین پر بھی ثابت ہے اور وہ تفضیل یہ ہے کہ اُن کے پیروکاروں میں محبت بکثرت ہے، اور مقاماتِ ولایت بلکہ تمام خدمات کی وساطت ثابت ہے جیسے قطبیت، غوثیت اور ابدالیت وغیرہ کہ یہ سب حضرت مرتضٰی کے زمانہ باکرامت سے دُنیا کے ختم ہونے تک سب ہی آپ کی وساطت سے ہے، اور بادشاہوں کی بادشاہت اور اُمراء (حکام) کی اَمارت میں بھی اِن کی ہمت کو بڑا دخل ہے، جو کہ عالم ملکوت کے سیاحوں پر مخفی نہیں'' الخ اِسی قسم کی تفصیل حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات میں بھی بکثرت موجود ہے۔ بہرحال مراد اِس جگہ پر عموم نہیں ہوسکتا، نہ تو قواعد اِس کے حامی ہیں نہ واقعات۔ واللہ اعلم ''(مکتوبات شیخ الاسلام ص ۱۸۲ ج ۱)

یہ عبارت صراطِ مستقیم میں حضرت سید صاحب کے ملفوظات میں بقلم مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہما آگئی ہے۔ مولانا اسمٰعیل شہید تو اور بھی آگے بڑھ گئے، اَب آپ کیا کریں گے، ایک جگہ فرمایا ہے کہ اِقْتَدَوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ کی روایت کی وجہ سے اِس روایت مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ کا اِن حضرت کے علوم سے تعارض نہیں ہوتا۔

آپ نے اِس دفعہ پھر حضرت شاہ ولی اللہ کے نام سے ایک عبارت لکھ دی ہے نمبر ۶ میں مگر آپ نے میرے طلب کرنے کے باوجود اِس دفعہ بھی قرۃ العینین کے صفحہ کا حوالہ نہیں دیا حالانہ اُس میں اُنہوں نے

خود روایت مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ دی ہے اور میں نے اَب کی بار صفحہ تک کا حوالہ دے دیا ہے، اِسی طرح نمبر ۷ میں لکھ دیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز کہتے ہیں الخ مگر میرے طلب کرنے کے باوجود حوالہ اِس کا بھی غائب ہے، نہ معلوم کس رسالہ میں آپ نے پڑھ کر یہ مضمون پسند کیا اور وہیں سے ہر دفعہ اِسی طرح نقل کر دیتے ہیں حتی کہ ابوزرعہ کا نام بھی آپ صحیح نہیں لکھ سکتے۔ پہلے خط میں جس میں یہ عبارت تھی اُس میں اور اِس خط میں بھی آپ نے ابوذرعہ ذال سے لکھا ہے، جہاں سے نقل کرتے ہوں گے وہاں کاتب کی غلطی سے ایسا لکھا گیا ہوگا، اُسی کی تقلید میں آپ بھی یہی لکھتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ اُن ائمہ رجال کا آپ کو خود کوئی پتہ ہی نہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ اپنی غلطی کا اعتراف فرمائیے الخ

☆ ارے بھائی! اگر غلطی ہو تب ہی تو رجوع ہوگا پہلے غلطی تو ثابت کریں، آپ کا اپنا حال تو یہ ہے کہ صحیح نام بھی نہیں لکھ سکتے اور حدیث کی عبارت بھی صحیح نہیں لکھ سکتے کہ افضل بناتی کے بجائے افضل البناتی لکھتے ہیں اور حدیث کا حوالہ بھی چھپاتے ہیں کہ کہیں سند نہ پکڑی جائے۔

آپ نے اپنے خط میں گلہ کیا ہے کہ تاحال کوئی جواب نہ ملا۔

لیجیے اَب جواب تحریر کر دیا ہے۔

آپ نے لکھا ہے : نسلی عصبیت کو خیر باد کہہ کر الخ

☆ نسلی عصبیت سے تو بحمد اللہ میرا ذہن اِس وقت تک خالی ہے، آگے کے لیے بھی خداوند کریم سے حفاظت ہی کی دعاء مانگتا ہوں۔ سادات کے گھرانوں میں حضرات حسنین اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں نام کے ساتھ علیہ السلام بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ میں نے مشق کر کے یہ عادت چھوڑی ہے اور مناقبِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے تو علماء بھی ناواقف ہیں میں ہمیشہ بفضلہٖ بیان کرتا ہوں۔

آپ نے لکھا ہے کہ حق وہی ہے جو عباسی صاحب نے بیان کیا ہے الخ

☆ میں نے اُن کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا نہ ہی میرے پاس ہیں۔ آپ کے پاس ہوں تو قیمتاً یا عاریۃً کچھ عرصہ کے لیے دیں پھر کچھ رائے قائم کرسکوں گا لیکن اگر اُن کی باتیں عقائد و مسلمات سلف کے خلاف ہوں گی تو میں یہ نہیں کروں گا جو اصلاحی صاحب نے کیا ہے. میں کبھی کبھی تاریخ بھی دیکھتا رہتا ہوں اور پکا اُصولی اہلِ حدیث ہوں یعنی حنفی مسلک کا حدیث کی روشنی میں قائل ہوں اِسی لیے آپ سے حدیث ہی

پر بات کرتا ہوں ۔ اِمام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی تحریر میں کہیں نہیں لایا۔ میرے نزدیک حنفی مالکی شافعی حنبلی علماء سب ہی اہلِ حدیث اور اہل قرآن ہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ : ''آپ اخلاقی جرأت سے کام لیں''۔

☆ آپ کی یہی فرمائش پوری کررہا ہوں۔ اَب آپ اَخلاقی جرأت سے کام لیں، توبہ کرکے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ' کو اُن کا حق دیں اور حدیث کو حسن کا درجہ دیں۔

آپ نے لکھا ہے : ورنہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں اُسے ایک پمفلٹ کی الخ

☆ اَب چاہے آپ میثاق میں شائع کرائیں یا پمفلٹ چھاپیں۔ آپ نے لکھا ہے ''(وہ شیعہ دوست) کسی حد تک قائل بھی ہو گیا ہے مگر آپ نے چپ سادہ لی۔ عرض ہے کہ شیعہ تو اِس لیے قائل ہو گیا ہوگا کہ وہ واقعی اِس حدیث کا مطلب غلط سمجھے ہوئے تھا اور پورا شہر کا ایک ہی دروازہ مانتا تھا جیسے اور شیعہ کہتے ہیں۔ باقی میں نے تو حقیقت واضح کر دی ہے۔ اب آپ بالکل ترمیم و تنسیخ کے بغیر اِسی طرح چھاپیں۔ اِس میں آپ کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔ اگر کچھ اور لکھنا چاہیں تو پہلے مجھے لکھیں تاکہ میں اُس کا جواب لکھوں اور چاہے چپ سادہ لیں، نہ پمفلٹ چھاپیں نہ کسی رسالے میں دیں اور اپنے خیال ناپختہ سے توبہ کریں۔

آپ نے لکھا ہے کہ : موضوعات سے احتجاج کی صورت نے اہلِ سنت کو جو نقصان الخ

☆ موضوعات سے احتجاج جائز نہیں اور حدیث حسن کو موضوع کہنا بھی غلط ہے۔ عقل سے کام لے کر تطبیق و توجیہ کریں تو بھی جواب ہو جائے گا ورنہ اہلِ باطل تمام ہی ادلہ شرعیہ اور احکام شرعیہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ آپ کس کس چیز کو موضوع کہہ کر راہِ فرار اختیار کرتے جائیں گے، موضوع کہہ کر جان چھڑانا آسان زیادہ ہے مگر یہ طریقہ ہی بالکل غلط ہے، کوئی ایسی بات پیش آئے تو ہم سے بھی پوچھ لیا کریں، ہوسکتا ہے کہ کوئی فائدہ خدا پہنچادے۔

حامد میاں غفرلہ'

۲۲ / ذوالحجہ ۹۶ھ

☆

حکیم فیض عالم صدیقی کے مزید دو خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا ! السلام علیکم ! گرامی نامہ ملا، میرے پاس پہلے اور آخری خط کی نقل موجود ہے (19/8) (30/9) اور (8/10) کے تین خطوط کی نقول نہیں ،صرف تین خطوط متذکرہ کی نقل کی ضرورت ہے، نیز 5 نومبر کے خط کے جواب میں بھی جو لکھنا ہو لکھ کر بھیج دیں، اِنشاء اللہ ایک شوشے کی بھی کمی بیشی نہیں ہو گی۔

والسلام

فیض عالم محلّہ مستریاں جہلم

8/11

☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سید صاحب ! السلام علیکم ! آپ کا کارڈ ملا برائے مہربانی میرے تمام خطوط بھیج دیجیے میں اِنشاء اللہ بالترتیب تمام خطوط بغیر کسی کمی بیشی کے پمفلٹ کی صورت میں شائع کراؤں گا، اگر آپ کچھ مزید لکھنا چاہتے ہیں تو بصد شوق لکھیے، ایک لفظ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوگی۔

والسلام

فیض عالم صدیقی محلّہ مستریاں جہلم

11/11/76

عورتوں کے رُوحانی امراض

﴿ ازاِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

عورتوں کے جمع ہونے کے مفاسد اور خرابیاں :

مستورات (عورتوں) کے جمع ہونے میں بہت سی خرابیاں اور گناہ ہیں جو عقلمند دیندار کو مشاہدہ اور غور کرنے سے بے تکلفی معلوم ہوسکتی ہیں اِس لیے میری رائے یہ ہے کہ اُم المفاسد (تمام برائیوں کی جڑ) یہ عورتوں کا جمع ہونا ہے اِس کا انسداد (بندوبست) سب سے زیادہ ضروری ہے۔ (اشرف المعمولات)

میں رائے دیتا ہوں کہ عورتوں کو آپس میں ملنے نہ دیا کرو۔ خربوزے سے دُوسرا خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ میری رائے بلاشک وشبہ قطعی طور سے یہ ہے کہ عورتوں کو ایک جگہ جمع ہی نہ ہونے دیں اور اگر کسی ایسی ضرورت کے لیے جمع ہوں جس کو شارع نے بھی ضروری قرار دیا ہو تو مضائقہ نہیں مگر اُس میں بھی خاوندوں کو چاہیے کہ عورتوں کو مجبور کریں کہ کپڑے بدل کر مت جاؤ جس طرح اور جس حالت میں باورچی خانہ میں بیٹھی ہو چلی جاؤ۔ تقریبات میں عورتیں چند موقعوں پر جمع ہوتی ہیں اِس اجتماع میں جو خرابیاں ہیں اُن کا شمار نہیں مثال کے طور پر بعض کا بیان ہوتا ہے۔ (اصلاح الرسوم)

بیاہ شادیوں میں عورتوں کے مفاسد کی تفصیل :

شیخی عورتوں کی گویا سرشت میں داخل ہے اُٹھنے میں بیٹھنے میں بولنے میں چلنے میں کہیں جائیں گی تو بے دھڑک اُتر کر گھر میں داخل ہوگئیں یہ احتمال ہی نہیں کہ شاید گھر میں کوئی محرم نامحرم مرد پہلے سے ہو اور بار بار ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر نامحرم کا سامنا ہوجاتا ہے مگر عورتوں کو تمیز ہی نہیں کہ پہلے گھر میں تحقیق کر لیا کریں۔

اب گھر میں پہنچے حاضرین کو سلام کیا۔ بعضوں نے زبان کو تکلیف ہی نہیں دی فقط ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا بس سلام ہوگیا جس کی ممانعت حدیث میں آئی ہے۔ بعضوں نے لفظ ''سلام'' کہا تو صرف لفظ سلام یہ بھی سنت کے خلاف ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہنا چاہیے اب جواب ملاحظہ فرمائیے: جیتی رہو، ٹھنڈی رہو، سہاگن رہو،

بھائی جیئے، بچہ جیئے غرض کنبہ بھر کی فہرست شمار کرنا آسان اور وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ کہنا مشکل جو سب کو جامع ہے۔ وہاں پہنچ کر ایسی بیٹھیں کہ سب کی نظریں اُن پر پڑے ہاتھ کان ضرور دکھائے گی ہاتھ کسی چیز میں گھرا ہوا ہو تب بھی کسی بہانہ سے نکالیں گی اور کان گو ڈھکے ہوئے ہوں مگر گرمی کے بہانہ سے یا کسی ضرورت کے بہانہ سے کھول کر ضرور دکھائیں گی کہ ہمارے پاس اِتنا زیور ہے، اگر کسی کی نظر نہ بھی پڑے کھجلی اُٹھا کر کان تو دکھا ہی دیں گی جس سے اَندازہ کیا جائے کہ جب اِتنا زیور اُن کے کانوں میں ہے تو گھر میں نہ معلوم کتنا ہوگا

☆ اب مجلس جمی تو شغلِ اعظم یہ ہوا کہ گپیں شروع ہوئیں۔ بیٹھتے ہی سوائے غیبت کے کوئی اور دُوسرا مشغلہ ہی نہیں جو سخت ممنوع اور قطعی حرام ہے۔ اِن عورتوں کو شیخی کے دو موقع ملتے ہیں ایک خوشی کا ایک غمی کا، اِنہی دو موقعوں میں اجتماع ہوتا ہے۔

باتوں کے درمیان ہر بی بی اِس کوشش میں ہے کہ میری پوشاک اور زیور پر سب کی نظر پڑ جانی چاہیے ہاتھ سے پاؤں سے غرض تمام بدن سے اِس کا اظہار ہوتا ہے جو صریح ریا ہے اور جس کا حرام ہونا سب کو معلوم ہے۔ اور جس طرح ہر بی بی دُوسروں کو اپنا زیور دکھاتی ہے اِسی طرح دُوسروں کی مجموعی حالت دیکھنے کی بھی کوشش کرتی ہیں چنانچہ اگر کسی کو اپنے سے کم پایا تو اُس کو حقیر اور ذلیل سمجھا اور اپنے کو بڑا۔ یہ صریح تکبر اور گناہ ہے اور اگر دُوسروں کو اپنے سے بڑھا ہوا پایا تو حسد ناشکری اور حرص اِختیار کی، یہ تینوں گناہ ہیں۔

کھانے کے وقت جس قدر طوفان مچتا ہے کہ (اللہ کی پناہ) ایک ایک عورت چار چار طفیلیوں کو ساتھ لاتی ہیں اور اُن کو خوب بھر بھر دیتی ہیں اور گھر والے کے مال یا آبرو (عزت) جانے کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔

اکثر اِس طوفان بے ہودہ مشغولی میں نمازیں اُڑ جاتی ہیں ورنہ وقت تو ضرور تنگ ہو جاتا ہے۔ اکثر تقریب والے گھر کے مرد بے احتیاتی اور جلدی میں بالکل دروازہ میں گھر کے رُوبرو کھڑے ہو جاتے ہیں (بلکہ گھر کے اندر گھس جاتے ہیں) اور بہنوں پر نگاہ پڑتی ہے اُن کو دیکھ کر کسی نے منہ پھیر لیا کوئی آڑ میں آ گئی۔ کسی نے سر نیچا کر لیا بس پردہ ہو گیا۔

فراغت کے بعد جب گھر جانے کو ہوتی ہیں تو یاجوج ماجوج کی طرح وہ تموج ہوتا ہے ایک پر دُوسری اور دُوسری پر تیسری غرض دروازہ پر سب لپٹ جاتی ہیں کہ پہلے میں سوار ہوں۔ پھر کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی تو بلا دلیل کسی کو تہمت لگانا اُس پر تشدد کرنا اکثر شادیوں میں پیش آتا ہے۔ (جاری ہے)

قسط : ۲۶، آخری

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہ رض

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(78) قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَدِیْثٍ طَوِیْلٍ لَوْاَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا. (رواہ البخاری ومسلم)

فرمایا حضور سرورِ عالم ﷺ نے اگر فاطمہ محمد (ﷺ) کی بیٹی چوری کرے گی تو ضرور اُس کا ہاتھ کاٹ لوں گا''۔

یعنی بالفرض میری پیاری بیٹی بھی خلافِ شرع کام کرے گی تو رعایت نہ کروں گا اور خدا کا قانونِ سزا اُس پر جاری کروں گا۔ ہر چیز کی محبت پر اللہ کی محبت کو ترجیح دینا لازم ہے بعض صورتوں میں چور کا ہاتھ کاٹنا شریعت کا قانون ہے تفصیل اُس کی علمِ فقہ میں ہے۔ اِس پاکیزہ تعلیم نے حضرت فاطمہ رض و نیز دیگر اہل بیت رض کا گھمنڈ توڑ دیا تھا اور اُن حضرات نے اِس تعلیم پر خوب عمل کر کے دکھا دیا۔

(79) عَنْ عِمْرَانَ رض بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّہٗ قَالَ کَانَتْ لِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مَنْزِلَۃٌ وَّجَاہٌ فَقَالَ یَاعِمْرَانُ اِنَّکَ لَکَ عِنْدَنَا مَنْزِلَۃً وَّجَاھًا فَھَلْ لَّکَ فِیْ عِیَادَۃِ فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقُلْتُ نَعَمْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَہٗ حَتّٰی بِبَابِ مَنْزِلِ فَاطِمَۃَ فَقَرَعَ الْبَابَ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَدْخُلُ فَقَالَتْ اُدْخُلْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَنَا وَمَنْ مَّعِیَ قَالَتْ وَمَنْ مَّعَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ فَقَالَتْ وَالَّذِیْ بَعَثَکَ بِالْحَقِّ نَبِیًّا مَّاعَلَیَّ اِلَّا عِبَاءَ ۃٌ فَقَالَ اصْنَعِیْ بِھَا ھٰکَذَا وَھٰکَذَا وَاَشَارَ بِیَدِہٖ فَقَالَتْ ھٰذَا جَسَدِیْ قَدْ وَارَیْتُہٗ فَکَیْفَ بِرَاْسِیْ فَاَلْقٰی اِلَیْھَا مَلَاءَ ۃً کَانَتْ

عَلَيْهِ خَلِقَةٌ فَقَالَ شُدِّىْ بِهَا عَلٰى رَأْسِكِ ثُمَّ اَذِنَتْ لَهٗ فَدَخَلَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَابِنْتَاهُ كَيْفَ اَصْبَحْتِ فَقَالَتْ اَصْبَحْتُ وَاللّٰهِ وَجِعَةً وَزَادَنِىْ وَجِعًا عَلٰى مَابِىْ اَنِّىْ لَسْتُ اَقْدِرُ عَلٰى طَعَامٍ اٰكُلُهٗ فَقَدْ اَجْهَدَنِى الْجُوْعُ فَبَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ لَا تَجْزَعِىْ يَابِنْتَاهُ فَوَاللّٰهِ مَاذُقْتُ طَعَامًا مُّنْذُ ثَلَاثٍ وَّاِنِّىْ لَاَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْكِ وَلَوْسَأَلْتُ رَبِّىْ لَاَطْعَمَنِىْ وَلٰكِنِّىْ اٰثَرْتُ الْاٰخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلٰى مَنْكِبِهَا وَقَالَ لَهَا اَبْشِرِىْ فَوَاللّٰهِ اِنَّكِ لَسَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَقَالَتْ فَاَيْنَ اٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ فَقَالَ اٰسِيَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ عَالَمِهَا وَمَرْيَمُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ عَالَمِهَا وَخَدِيْجَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ عَالَمِهَا وَاَنْتِ سَيِّدَةُ نِسَآءِ عَالَمِكِ اِنَّكُنَّ فِىْ بُيُوْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَااَذٰى فِيْهَا وَلَاصَخَبَ ثُمَّ قَالَ اقْنَعِىْ بِابْنِ عَمِّكِ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ زَوَّجْتُكِ سَيِّدًا فِى الدُّنْيَا سَيِّدًا فِى الْاٰخِرَةِ . (اورده الامام العلامة المتصوف الغزالى فى احياء العلوم)

حضرت عمران بن حصینؓ (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں تیس برس تک مرض بواسیر میں مبتلا رہے اور فرشتے اُن کو سلام کیا کرتے تھے حالتِ مرض میں سخت تکلیف سے بے تاب ہوکر داغ سے علاج کیا جس کی وجہ سے سلام فرشتوں کا بند ہوگیا اِس نعمت کے جاتے رہنے کا افسوس ہوا اور پھر داغ لگوانا چھوڑ دیا پھر سلام ملائکہ جاری ہوگیا۔ شریعت میں داغ لگانا مرض کی وجہ سے گو جائز ہے مگر مکروہ ہے اور محبانِ خدا کو نا زیبا ہے کہ مکروہ کے بھی مرتکب ہوں اور یہ کراہت تنزیہی ہے اور گو اِس میں گناہ نہیں مگر ترقیٔ درجات سے محروم ہوتی ہے، سختیٔ مرض سے بیتابی میں ایسا ہوگیا تھا اِس وجہ سے کوئی بُرا خیال اُن کی نسبت نہ لانا چاہیے اِس لیے کہ کوئی گناہ تو نہیں ہوا ہاں طاعتِ الٰہی میں کچھ کوتاہی ہوگئی مگر وہ گناہ کے درجے میں نہ تھی پھر بُرے خیال سے کیا تعلق) سے روایت ہے کہ مجھے درگاہِ نبوی ﷺ میں ایک قسم کا رُتبہ اور عزت حاصل تھی پس حضور ﷺ نے فرمایا

اے عمران ! ہمارے نزدیک تیری عزت اور مرتبہ ہے (یعنی ہم تجھے معزز سمجھتے ہیں اور تجھ سے محبت کرتے ہیں) سو کیا تمہاری رائے ہے کہ فاطمہ (بیمار ہے اُس) کی عیادت (بیمار پُرسی) کرو جو بیٹی ہے رسول اللہ ﷺ کی (یعنی تمہارا ہم سے اِس درجہ کا تعلق اِس بات کو چاہتا ہے کہ براہِ شفقت و دوستی ہمارے ساتھ ہمارے اہل بیتؓ کے حق کا بھی لحاظ رکھو) تو میں نے عرض کیا جی ہاں (یعنی عیادت کی رائے ہے) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں (یہ کلمہ محبت اور اعلیٰ درجہ کی شفقت اور اظہارِ جان نثاری کا ہے)۔

پھر آپ کھڑے ہوئے اور میں آپ کے ہمراہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ میں حضرت فاطمہؓ کے مکان کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا پھر حضور ﷺ نے دروازہ کوٹا (تا کہ اندر جا سکیں) اور فرمایا السلام علیکم کیا میں اندر آجاؤں (یعنی اِجازت ہے اور کوئی مانع تو نہیں پس عرض کیا صاحبزادی نے تشریف لائیے یا رسول اللہ ﷺ ۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اور جو شخص میرے ساتھ ہیں وہ بھی چلے آئیں عرض کیا وہ کون شخص ہیں جو آپ کے ہمراہ ہیں؟ حضور ﷺ نے جواب دیا عمران بن حصینؓ ہیں۔ پھر عرض کیا قسم اُس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر نبی بھیجا ہے (یعنی اِسلام جو مذہبِ حق ہے وہ آپ لائے ہیں بحکمِ الٰہی) میرے پاس فقط ایک چادر ہے (یعنی آپ تو باپ ہیں بعضے اعضاء آپ کے سامنے کھولنے شرعاً دُرست ہیں اور یہ دُوسرے شخص ہیں تو اِن سے پورا پردہ کس طرح کروں۔ حضور سرورِ عالم ﷺ کی وفات شریف کے بعد فتنہ پیدا ہو جانے سے عورتوں کا جماعت مسجد میں آنا منع ہو گیا اِسی طرح پردہ میں بھی کس قدر زیادہ احتیاط ضروری ہو گئی گو پہلے بھی ایسا ہی قریب قریب پردہ تھا جیسا کہ اَب شرفا کے ہاں باقاعدہ شریعت مروّج ہے) پس حضور ﷺ نے فرمایا اِس چادر سے اِس طرح اور اِس طرح پردہ کرلو اور یہ طریقہ ہاتھ کے اشارہ سے بتلا دیا۔ پھر عرض کیا حضرت فاطمہؓ نے یہ میرا بدن ہے جسے میں نے ڈھنک لیا لیکن سر کس طرح ڈھنکوں (یعنی اِس چادر سے سر نہیں ڈھنکتا فقط بدن ڈھنک گیا) تو آپ نے ایک پرانا کپڑا جو آپ پر تھا مکان میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اِس کو اپنے

سر سے باندھ لو پھر حضرت فاطمہؓ نے اِجازت دی حضور ﷺ کو اندر آنے کی تو آپ ﷺ اندر آئے اور کہا السلام علیکم اے بیٹی کس حال میں تم نے صبح کی؟ عرض کیا میں نے صبح کی خدا کی قسم درد کی حالت میں (کسی جگہ درد تھا) اور میرا درد بڑھا دیا اُس مشقت نے جو مجھے درپیش ہے یہ کہ میں قدرت نہیں رکھتی کھانے پر، سو بیشک مشقت اور سختی میں ڈالا مجھے بھوک نے تو روئے رسول اللہ ﷺ اور فرمایا مت گھبرا اے بیٹی اِس لیے کہ خدا کی قسم تین روز سے میں نے (بھی) کھانا نہیں چکھا اور میں زیادہ عزت دار ہوں اللہ کے نزدیک تم سے اور اگر میں اپنے رب سے سوال کرتا تو ضرور مجھے کھانا کھلاتا اللہ لیکن میں نے آخرت کو دُنیا پر اختیار کیا (یعنی دُنیائے فانی کی لذتیں چھوڑ کر آخرت کی دائمی نعمتیں اختیار کیں)۔

پھر اپنا ہاتھ حضرت فاطمہؓ کے کندھے پر رکھا اور فرمایا اُن سے خوش ہو اِس لیے کہ قسم اللہ کی تم سردار تمام جہانوں کی عورتوں کی ہو۔ سو عرض کیا کہاں ہیں آسیہؓ زوجۂ فرعون اور مریمؑ بنت ِعمران اور خدیجہؓ بنت خویلد (جو میری والدہ ہیں) بنظر تواضع و تعجب فرمایا کہ یہ عورتیں بڑے بڑے رُتبہ کی ہیں جب میں سب سے بڑھ کر ہوں تو اُن کا مرتبہ کس درجہ کا ہے۔ اپنی ذات کو اِس لائق نہ سمجھی تھیں کہ تمام جہاں کی عورتوں کی سردار قرار دی جاویں۔ جواب دیا حضور ﷺ نے کہ آسیہؓ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں اور اِسی طرح مریمؑ اور خدیجہؓ بھی اپنے اپنے جہاں کے (زمانہ کی) عورتوں کی سردار ہیں اور تم اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو، تم سب (چاروں عورتیں) ایسے گھروں میں ہوں گی (جنت میں) جو جوہر سے بنائے گئے ہیں اور اُن میں نہ تکلیف ہوگی اور نہ شور و غوغا۔

پھر فرمایا قناعت کرو تم اپنے چچازاد بھائی (یعنی اپنے خاوند حضرت علیؓ پر اور حضرت علیؓ حضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے نہ حضرت فاطمہؓ کے، یہ عرب کا محاورہ ہے کہ بغیر رشتہ کے بھی یہ عبارت استعمال کی جاتی ہے اور غالبًا اُس کی وجہ جانبین

کا اتحاد کا ظاہر کرنا ہوگا) اِس لیے کہ خدا کی قسم میں نے تمہارا نکاح کیا ہے اُس شخص سے جو سردار ہے دُنیا میں اور سردار ہے آخرت میں (اِس میں بھی حضرت فاطمہؓ کی دُنیا کی تنگی اور صبر کی صفت کا اِظہار ہے اور مقام عبرت ہے)۔

(80) وَاللّٰہِ لَا یُلْقِی اللّٰہُ حَبِیْبَہٗ فِی النَّارِ .(رَوَاہُ الْحَاکِمُ مَرْفُوْعاً وَصَحَّحَہُ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیُّ)

فرمایا جناب رسول مقبول ﷺ نے قسم اللہ کی نہ ڈالے گا اللہ اپنے دوست کو جہنم میں ۔

اور اِس عام بزرگی میں خاص طور پر حضرت سیدہؓ بھی داخل ہیں اور اِس حدیث میں چونکہ صریح طور پر رحمتِ خداوندی کی اور نجاتِ اصلی کی اُمید دلائی گئی ہے اِس لیے فضائلِ فاطمہؓ کو اِس حدیث پر ختم کرنا تفاول نیک ہے اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے مجھ نالائق سے یہ برتاؤ کرے گو میں اِس کا اہل نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ بعید بھی نہیں نہ اُس پر گراں ہے ۔

اَب اِس رسالہ کو اُن اشعار پر جو مدح اہل بیتؓ نبوی میں حضرت سیدنا وجدّ نا اِمام حسین علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے بوقت شہادت کربلا پڑھے تھے اور اِس کے بعد شہادت کاملہ سے مشرف ہو کر خلد بریں کو تشریف لے گئے تمام کرتا ہوں (یہ اشعار السیف المسلول میں حضرت علامہ قطب قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے نقل فرمائے ہیں)۔

انا ابن علی الخیر من آل ھاشم ۔۔۔ کفانی بھٰذا المفخر حین افخر
وجدی رسول اللہ اکرم من مشی ۔۔۔ ونحن سراج اللہ فی الارض نزھر
وفاطمۃ امی سلالۃ احمد ۔۔۔ وعمی یدعی ذا الجناحین جعفرؓ
وفینا کتاب اللہ انزل صادقا ۔۔۔ وفینا الھدی والوصی والخیر یذکر
وشیعتنا فی الناس اکرم شیعۃ ۔۔۔ ومبغضنا یوم القیمۃ یخسر

یہ اشعار تمام ہوگئے وقال بعضھم :

رویدک ان احببت نیل المطالب ۔۔۔ فلا تعد من ترتیل آی المناقب
مناقب آل المصطفی قدوۃ الوری ۔۔۔ بھم یبتغی مطلوبہ کل طالب

مناقب اصحاب النبی المهتدی بهم الی اطم العلیا ورغبا الرغائب
علیک بها سرا وجهرا فانها تحاول عند الله اعلی المراتب
وجد عند ما تتلو لسانك ایها بدعوة قلب حاضر غیر غائب
فمن سأل الکریم باحبابه فقد جاء ہ الاقبال من کل جانب

اللهم صل وسلم وبارك علی سید الخلق ورسول
الحق محمد وأله و اصحابه وازواجه امهات
المؤمنین وأخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین .

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

۵؍فروری کو پیرِ طریقت حضرت سید انور حسین شاہ صاحب نفیس رقم رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ حضرت شاہ صاحبؒ کی دینی و ملی خدمات کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں، اُن کی تنہا شخصیت ہی ادارہ کی حیثیت رکھتی تھی اُن کی وفات سے دینی حلقہ کو نا قابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے جس کا ملال ہر طبقہ محسوس کر رہا ہے۔ بڑے حضرتؒ بانیٔ جامعہ سے حضرت شاہ صاحبؒ کا تعلق بالکل ابتدائی دور غالبًا ۱۹۵۵ء یا ۱۹۵۶ء میں قائم ہوا، اِسی دور میں حضرت شاہ صاحبؒ بڑے حضرتؒ سے ابتدائی صرف و نحو کی تعلیم بھی حاصل کرتے رہے ہیں، بڑے حضرتؒ سے تعلق کی نوعیت اس رسالہ میں حضرت شاہ صاحبؒ کے بڑے حضرتؒ کے نام اُن کے خطوط سے بھی ظاہر ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحبؒ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کی وفات سے پیدا ہونے والے عظیم خلا کو پُر فرما کر تلافیٔ مافات فرمائے۔ ادارہ تمام سوگواروں کے ساتھ اس سوگ میں برابر کا شریک ہے۔

☆ گزشتہ ماہ مانکوٹ ملتان میں حضرت مولانا اشرف شاد صاحبؒ طویل علالت کے بعد رحلت فرما گئے مولانا کی تمام زندگی تدریسی خدمات میں گزری خاص طور پر صرف و نحو میں آپ کے بے شمار شاگرد ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی دینی خدمات کو قبول فرما کر اُن کے لیے صدقۂ جاریہ بنائے اُن کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق ہو۔

☆ بلتستان میں حافظ بلال صاحب بلتی کے بڑے بھائی غلام محمد صاحب، سخاکوٹ میں محمد عادل کاکاخیل کی خالہ، کراچی کے سرور صاحب الحسینی اور محمد انور صاحب صدیقی کی والدہ صاحبہ، فاضل جامعہ مولانا عبداللہ عادل کے سُسر صاحب، محمد افضل پختون کے بھائی بھی گزشتہ ماہ وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے اور سب کے پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب کرایا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

اپنے اُستاد حضرتِ اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب قدس سرہ العزیز کے نام
حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ کے خطوط کے عکس

باسمہٖ سبحانہٗ

سیدی وسندی حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب زاداللہ محامدکم ومحاسنکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

والا نامہ نے مشرف کیا حضرت مولانا مدظلہم العالی کی خدمت میں آپ کا سلام عرض کیا بہت دُعاء فرمائی۔ آج آخری عشرے کا دُوسرا روز ہے۔ اپنی نامرادیوں اور سیہ بختیوں کا حال کہاں تک بیان کروں بھری برسات میں تشنہ کامی اپنا مقدر بن کر رہ گئی ہے

اَب کے برسات میں بھی پی نہ سکے ہم پہ روتی ہوئی برسات گئی !

لیکن اِس کے باوجود دلِ ناکام الحمدللہ شکوہ گزار نہیں۔ محبوبِ حقیقی کی ہر اَدا لطف وانعام ہی ہے۔ جیسی بھی گزر رہی ہے اِس پر زبان محوِ شکر وسپاس ہے۔

دُکّان مے فروش پہ سالک پڑا رہا اچھا گزر گیا رمضان بادہ خوار کا

یارانِ باوفا وعزیزانِ باصفا مولوی حبیب الرحمٰن صاحب، مولوی یعقوب صاحب، رشید میاں، محمود میاں، وحید میاں سب کی خدمت میں سلامِ مسنون۔

نیازمند

نفیس

خانقاہِ گلزارِ رحیمی رائپور ضلع سہارنپور

یوپی انڈیا

۲۲ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ/ ۲۳ر نومبر ۱۹۷۰ء

☆

باسمہٖ سبحانہٗ

حضرت المخدوم زِید مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اُمید ہے بفضل تعالیٰ مزاج عالی بخیر ہوگا۔

نماز جمعہ کے (بعد) عزیزی نعیم الدین صاحب ایک صاحب کو لائے ، کچھ بات کرنا چاہتے تھے۔ حضور اقدس ﷺ کے خواب میں تشریف لانے اور صدورِ احکام کے بارے میں سوال کیا، میں نے عرض کر دیا کہ حضور اقدس ﷺ کی شکل مبارک میں شیطان ہرگز نہیں آسکتا، ناچیز نے حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے مکتوب گرامی (نمبر ۲۷۳/ ج ۱) کا

مطالعہ چند مرتبہ کیا تھا اُسی کا مضمون دُہرا دیا بلکہ یہاں جو لوگ حاضر تھے اُنہیں کتاب نکال کر مفصل مکتوب سُنا دیا۔

معلوم ہوا وہ صاحب بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضیاب ہوئے، واپسی میں نمازِ عصر کے بعد وہ مجھے پھر ملے، محسوس ہوا اُنہوں نے میری ترجمانی صحیح نہیں کی، بندہ عالم نہیں ہے صرف ناقل ہے جو بات معلوم ہوتی ہے کہہ دیتا ہے ورنہ معذرت کر لیتا ہے کہ عافیت اِسی میں ہے۔ جناب والا مطمئن رہیں۔ حضرت مجدد قدس سرہ' کا مکتوب گرامی اِس سلسلہ میں تشفی بخش ہے۔

احقر نفیس

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ

☆

باسمہ سبحانہ'

گرامی منزلت محترم المقام حضرت مولانا زِید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

اُمید ہے آپ بعافیت ہوں گے۔

بڑی ندامت سے عرض پرداز ہوں کہ اِن دنوں انتہائی مصروف ہونے کی بناء پر مدرسہ کا اشتہار تیار نہیں کر سکا دو بزرگ اور باہر سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ایک بھکر ضلع میانوالی سے اور دُوسرے ڈیرہ اسماعیل خان سے، دونوں اِشتہار طبع کرانے آئے ہیں۔ ایک اشتہار سے فارغ ہو چکا ہوں، دُوسرے میں مصروف ہوں اُمید ہے آج رات تک مکمل ہو جائے گا، ۳۰x۴۰ سائز ہے اِس میں اڑھائی سو کے قریب نام ہیں بڑا مشکل کام ہے۔

آپ سے میری مؤدبانہ التماس ہے کہ مجھے کچھ اَور وقت دیں کل انشاء اللہ اِسی کا پروگرام ہوگا۔ پرسوں سوموار کی دوپہر تک اُمیدِ قوی ہے طبع ہو جائے گا انشاء اللہ العزیز۔

نیاز مند

نفیس

نفیس الحسینی رح

﴿ جناب محمد رفیق صاحب اذفرؔ ﴾

زہے شاہ خوباں نفیس الحسینی　　بلے گنج شایاں نفیس الحسینی
زبس می گدازد دل و جان خودرا　　پئے جانِ جاناں نفیس الحسینی
چہ خوش می سرائد نبی را درودے　　نفیس سخن داں نفیس الحسینی
ہنرور کہ می برد گوئے زمَیداں　　ز اَمثال و اَقراں نفیس الحسینی
سیادت ، ثقاہت ، فراست ، ولایت　　بصد رنگِ عنواں نفیس الحسینی
در آثارِ ایشاں بکن یک نگاھے　　نقوشِ فراواں نفیس الحسینی
بہ بہ حَبَّذا پیکر خوش خرامے　　تذروِ بہاراں نفیس الحسینی
بہ طیرانِ ہمت ہمی طی کردہ　　معارج بہ احساں نفیس الحسینی
کجا یابم آں معدنِ حسن و خوبی　　مَرا جانِ ایماں نفیس الحسینی
سلوک و تصوف فنونِ دلآرا　　گہرہا بداماں نفیس الحسینی
چہ گویم من اَز محفلِ شام گاہاں　　نسیمِ گل افشاں نفیس الحسینی
دلِ سالکاں را ہمی سیر کردہ　　بہ نوشینِ عرفاں نفیس الحسینی
بکارِ کمالے عزیزِ جہاں شد　　نگارِ نگاراں نفیس الحسینی

ہمی رفتنت اَذفرِ خستہ جاں را
گزارد بہ حِرماں نفیس الحسینی

آہ ! حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی چل بسے

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ کو پاکستان کے معروف وممتاز بزرگ حضرت سید نفیس شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی اللہ کو پیارے ہوگئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. شب وروز کے ہنگاموں میں نہ جانے کتنوں کے بارہ میں یہ خبر ملتی ہے کہ وہ ہم سے رخصت ہوگئے، بہت سوں کے بچھڑ جانے سے دل شدید رنج واَلم بھی محسوس کرتا ہے لیکن ایسے لوگ کم ہوتے ہیں جن کی وفات کی خبر دلوں پر بجلی سی گرادے، جن کا آفتابِ زندگی مشرق میں غروب ہو تو مغرب والے اندھیرا محسوس کریں اور جن کی یاد اُن لوگوں کے دلوں میں بھی ایک ہُوک پیدا کردے جو اُن سے رشتہ داری کا رسمی رابطہ بھی نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی رحمت کی بارشیں برسائے وہ ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔ اپنے اخلاص، للّٰہیت، مجاہدانہ عزم وعمل اور پُر خلوص خدمات کی وجہ سے وہ علمی اور دینی حلقوں میں ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے۔ اور جو شخص بھی علم ودین کی کچھ قدر وقیمت اپنے دل میں رکھتا ہو اُس کے لیے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ایک عظیم سانحہ ہے۔

قحط الرجال کے اِس دور میں آپ کی ذات بَسا غنیمت تھی، آپ کو دیکھ کر اَکابر واَسلاف کی یاد تازہ ہوتی تھی اور آپ کے پاس بیٹھ کر خدا طلبی اور فکر آخرت کا جذبہ اُبھرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا، سادگی ومتانت، تواضع ومسکنت، خوف وخشیت، تقوی وللّٰہیت، ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت، اہلِ بیت کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت وعقیدت اور اکابرِ علماء دیو بند سے تعلق واِرادت آپ کے رگ وپے میں بسی ہوئی تھی۔

۱۹۳۳ء میں گھڑیالہ ضلع سیالکوٹ میں سادات کے ایک معزز گھرانہ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ کا گھرانہ دینی اَقدار کا حامل تھا چنانچہ اِسی دینی ماحول میں آپ کی نشو ونُما ہوئی۔ آپ نے مختلف سکول و کالجز میں ایف اے تک عصری تعلیم حاصل کی، تقریبًا بیس سال کی عمر میں اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی سے منشی

فاضل کا امتحان پاس کیا جو بی اے آنرز کے برابر ہے۔

خطاطی آپ کا موروثی فن تھا، آپ کے والد گرامی جناب سید محمد اشرف علی صاحبؒ پاکستان کے سربرآوردہ خطاطِ قرآن اور خطِ نستعلیق کے ماہر خوشنویس تھے، حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے والد ماجد سے خطاطی کی تعلیم وتربیت پائی اور اِس فن میں اَوجِ کمال کو پہنچے، ملک کے نامور خطاطوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ کے فنی شہ پارے ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔

آپ ۱۹۵۱ء میں لاہور تشریف لائے اور یہیں کے ہوکر رہ گئے، ۱۹۵۷ء میں آپ قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے جس سے آپ کے دل کی دُنیا بدل گئی اور آپ کا سکول وکالج والا مذاق ومذاج جاتا رہا، اُس زمانہ میں بڑے حضرت شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قُدِّسَ سِرُّہٗ مسلم مسجد بیرون لوہاری گیٹ میں مقیم تھے، یہاں روزانہ آپ کا مغرب کے بعد درسِ حدیث بھی ہوتا تھا اور آپ درسِ نظامی کی اعلیٰ کتب کے ساتھ ساتھ کالج و یونیورسٹی کے طلباء کو بھی عربی زبان واَدب کی تعلیم دیا کرتے تھے، حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی اُس دور میں حضرت سید صاحبؒ سے عربی زبان واَدب کا ذوق حاصل کرنے کے لیے ابتدائی صرف ونحو کی تعلیم حاصل کی مگر آپ یہ تعلیمی سلسلہ زیادہ دیر جاری نہ رکھ سکے۔

حضرت شاہ صاحب ؒ کو حضرت سید صاحبؒ سے قلبی تعلق تھا اور آپ دل سے اُن کی قدر کرتے تھے، بڑے حضرتؒ بھی آپ پر بہت شفیق ومہربان تھے۔ آپ حضرت سید صاحبؒ کے دروس میں بھی شریک ہوتے اور رمضان المبارک میں تراویح بھی حضرت سید صاحبؒ کی اقتداء میں ادا فرماتے، آپ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب کی اقتداء میں تراویح کا جو لطف آتا تھا وہ اُن کے بعد کہیں اور نہیں آیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ حضرت سید صاحبؒ سے اپنی عقیدت اور تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ حضرت رائے پوریؒ سے بیعت ہونے کے چند روز بعد مجھے حضرت سے ذکر کی اِجازت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ نے دِلوائی تھی۔ اِس کا تذکرہ حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی ایک کتاب میں بھی کیا ہے چنانچہ آپ ؒ تحریر فرماتے ہیں :

بیعت کے بعد میرے دل کو بہت سکون حاصل ہوا پھر ایک روز جبکہ مولانا سید حامد میاں صاحب بھی حضرتؒ کی خدمت میں حاضر تھے اُنہوں نے حضرتؒ سے مجھے ذکر کی اجازت دِلائی اور مولانا موصوف نے حضرت سید محمد گیسو درازؒ (م : ۸۲۵ھ) سے میرا تعلقِ نسبی بیان کیا تو حضرت اقدسؒ نے فرمایا کہ وہ تو بہت بڑے بزرگ تھے پھر فرمایا وہ شعر کس طرح ہے جو حضرت شیخ نصیرالدین چراغ دہلیؒ نے اِن کے بارے میں فرمایا تھا۔ اِتفاق سے مجھے اُس کا ایک ہی مصرع یاد تھا۔ حضرتؒ نے سید مسعود علی آزاد کو بلایا اور پورا شعر دریافت فرمایا۔ آزاد صاحب کتاب ''بزمِ صوفیہ'' اُٹھا لائے اور پورا شعر پڑھ کر سُنایا :

ہر کو مریدِ سیدِ گیسودراز شد والله خلاف نیست کہ اُو عشق باز شد

فرمایا کہ حضرت چراغ دہلیؒ نے یہ بات قسم کھا کر فرمائی ہے.....................

(حیاتِ طیبہ ص۵۵۶ و ۵۵۷ ۔ شمائم سید محمد گیسو درازؒ ص۹۰)

اِسی تعلق کا اَثر تھا کہ حضرت سید صاحبؒ جب مسلم مسجد سے جامعہ مدنیہ کریم پارک منتقل ہوئے تو آپ نے حضرت شاہ صاحبؒ کو بھی اپنے پاس مدرسہ میں بلا لیا اور ایک کمرہ خاص آپ کو دیا جس میں مدتوں آپ طلباء کرام اور عوام الناس کو خوش نویسی کی تعلیم دیتے رہے، غالبًا ۱۹۸۴ء کے بعد آپ نے اپنی بیٹھک مدرسہ سے اپنے گھر میں جو مدرسہ کے سامنے ہی ہے منتقل کر لی اور مستقل طور پر گھر ہی میں تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع فرما دیا، آپ کا گھر ہی آپ کی بیٹھک اور آپ کی خانقاہ بن گیا، یہیں آپ کتابت سیکھنے کے لیے آنے والوں کو اصلاح دیتے اور یہیں تزکیہ واحسان کے لیے آنے والوں کو بیعت فرماتے اور اُن کو تصوف اور سلوک کی راہ پر گامزن فرماتے۔ آپ کا گھر کہنے کو گھر تھا لیکن حقیقت میں وہ ایک عظیم خانقاہ بن گیا تھا جس میں آپ کے پاس کبار علماء ومشائخ اور بڑے بڑے اصحابِ دانش وکمال اور اَربابِ علم وفضل تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ گو اِصطلاحی عالم نہیں تھے لیکن علم دوست اور علماء کے قدردان تھے، آپ اپنے یہاں آنے والے علماء کا اِنتہائی اِکرام فرماتے تھے اور اُنہیں اپنے پاس چارپائی پر یا پھر اپنے سامنے کرسی پر بٹھاتے تھے۔

قدرت نے آپ کو بے نظیر حافظہ عطا فرمایا تھا جس میں پیرانہ سالی کے باوجود ذرا فرق نہیں پڑا تھا اِسی حافظہ کا کرشمہ تھا کہ آپ کی معلومات نہایت وسیع تھیں اور آپ کو اَکابرو اسلاف کی تاریخ اَزبر تھی ،صوفیاء واَولیا کرام یا اَکابر علماء دیو بند میں سے کسی کا تذکرہ چھڑتا تو آپ اِس تسلسل سے اُن کے حالات و واقعات بیان فرماتے کہ سن کر حیرت ہونے لگتی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ شاید آپ نے اِن کے حالات کا ابھی تازہ مطالعہ کیا ہوگا۔ اَکابر واَسلاف کے تذکرہ کے وقت آپ پر اکثر رِقّت طاری ہوجاتی تھی جس کا سامعین پر بے حد اَثر ہوتا تھا۔

علمی و تاریخی کتابیں آپ کی کمزوری تھی ، نادر و نایاب کتب جمع کرنے کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا، آپ اپنے متعلقین کے ذریعے ملک و بیرونِ ملک سے کتابیں منگواتے تھے، اگر کوئی آپ کو ہدیہ میں کتابیں پیش کرتا بالخصوص وہ کتب جن کا تعلق اہلِ بیت کرامؓ سے ہوتا تو آپ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا تھا۔گزشتہ سال برخوردار فہیم الدین کا دیو بند جانا ہوا واپسی پر وہ سہارنپور سے حضرت شاہ صاحبؒ کیلیے اخروٹ کے چھلکے کی بنی ہوئی لاٹھی لے آئے ، جب اُنہوں نے حضرتؒ کو یہ پیش کی تو آپ نے فرمایا تو یہ کیوں لے آیا اِس سے بہتر تھا کہ کوئی کتاب لے آتا۔ میں نے کہا کہ آپ فرمادیں کہ کونسی کتاب چاہیے وہ منگوا دیتے ہیں۔ فرمایا ''میں چاہ رہا تھا کہ کہہ دُوں تفسیر عثمانی ہندی والی لے آتا۔'' میں نے پوچھا حضرت آپ ہندی جانتے ہیں فرمایا کہ ہاں میں ہندی جانتا ہوں، پھر آپ نے ہندی کے کئی الفاظ ذکر کیے اور اُن کے کئی کئی معنٰی بتلائے۔

اَخیر عمر میں آپ میں ایک خاص قسم کا داعیہ اہل بیت عظام کی کتب کی اشاعت کا پیدا ہوا چنانچہ آپ نے کبر سِنی اور پیرانہ سالی میں اِس قدر کتب شائع فرمائیں کہ اُنہیں دیکھ کر بھی تعجب ہوتا ہے۔

نفیس چونکہ آپ کے نام کا جز تھا بلکہ اِس نے نام ہی کی جگہ لے لی تھی اِس کا اَثر تھا کہ آپ کی تحریر میں بھی نفاست پائی جاتی تھی اور آپ کی مطبوعہ کتب بھی نفاست کا شاہکار ہوتی تھیں۔

آپ اپنے خاص احباب اور علمی ذوق رکھنے والے خاص اصحاب کو اپنی مطبوعہ کتب ہدیہ میں بھی پیش فرمایا کرتے تھے، ناچیز کو بھی حضرت شاہ صاحبؒ نے بہت سی کتب دستخط فرما کر عنایت فرمائی تھیں جو راقم کے پاس آپ کی یادگار کے طور پر محفوظ ہیں۔ اُردو بازار میں دیو بندی مکتبۂ فکر کے بہت سے مکتبے حضرت شاہ صاحبؒ کی تحریض و تحریک پر ہی قائم ہوئے جن سے بہت سی نادر و نایاب کتب شائع ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ صاحب ؒ کو محبوبیت اور مرجعیت عطا فرمائی تھی جس کے سبب کثرت سے علماء اور عوام آپکی طرف رجوع فرماتے تھے اور اپنے اپنے ظرف کے مطابق آپ سے کسبِ فیض کرتے تھے۔

آپ دیوبندی مکتبۂ فکر کے ایک راسخ العقیدہ اور متصلب فی الدین شیخ تھے اِس لیے اتباعِ شریعت وسنت آپ کا اَوڑھنا بچھونا تھا اور اِسی کی آپ اپنے متعلقین ومتوسلین کو ہدایت فرماتے تھے۔ آپ حتی الوسع انتشار و اِختلاف سے بچتے تھے اِسی کا نتیجہ تھا کہ آپ کے حلقۂ اَثر میں بلا اِختلافِ مسلک ومشرب ہر طرح کے لوگ جڑ گئے تھے، ہر کوئی آپ کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

جولائی ۲۰۰۷ء میں آپ کا سمرقند و بخارا کے سفر پر جانا ہوا، سفر سے واپسی پر کان میں درد شروع ہو گیا جس کی ابتدائی وجہ ایک معمولی سی پھنسی تھی جو سفر میں جانے سے پہلے ہی سے تھی، علاج معالجہ ہوتا رہا لیکن مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی کے مصداق تکلیف بڑھتی گئی، خاطر خواہ علاج کے باوجود طبعیت سنبھل نہ سکی آخر قضاء وقدر کا فیصلہ غالب آیا اور حضرت شاہ صاحب ؒ ۲۶ محرم الحرام ۱۴۲۹ھ/ ۵ فروری ۲۰۰۸ء بروز منگل کو اپنے ہزاروں متعلقین ومتوسلین کو تڑپتا چھوڑ کر خالقِ حقیقی سے جا ملے اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے، آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائے اور آپ کے متعلقین ومتوسلین کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد ؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (اِدارہ)

آہ ! پیرِ طریقت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمہ اللہ

﴿ نتیجۂ فکر : جناب سید سلیمان صاحب گیلانی ﴾

سید نفیسؒ حق کا پرستار چل بسا
خوش خو و خوش اَداء و خوش اَطوار چل بسا

وہ پاسبانِ عترتِ اَطہار چل بسا
اسلام و دین کا وہ وفادار چل بسا

حق کی تجلیوں سے تھا معمور جس کا دل
چہرہ تھا جس کا مطلعِ اَنوار چل بسا

وہ مستِ مے میکدۂ رائپور تھا
وہ نشۂ جہاد سے سَرشار چل بسا

اَصحابؓ و اہلِ بیتؓ کے ناموس کے لیے
باطل سے لڑنے والا وہ جی دار چل بسا

اَولاد تھا وہ زیدؒ کی آلِ حسینؓ تھا
نامِ یزید سے تھا جو بیزار چل بسا

گیسودرازؒ کی محبت میں تھا وہ بندھا
وہ اُن کے گیسوؤں کا گرفتار چل بسا

شاہانِ رائے پور سے اُس کو ملا تھا فیض
وہ صاحبِ حقیقت و اَسرار چل بسا

وہ کاتبِ کلامِ خدا ناعتِ رسولؐ!
ہر حرف و لفظ جس کا تھا شاہکار چل بسا

اُس کے ہنر سے پائی ہے شہرت قلم نے خود
جس کا ہنر ہنر کا تھا معیار چل بسا

اے کاروانِ سیدِ احمدؒ کے راہیو!
کیوں رَہ میں تم کو چھوڑ کے سالار چل بسا

جاوید شاہ رکھیں گے اَب زید کا خیال
کندھوں پہ اِن کے رکھ کے یہ بار چل بسا

سیف اللہ و رشیدی و رضوان ہیں نڈھال
اِن سب کا وہ اَنیس وہ غمخوار چل بسا

سلمانؔ لاکھوں چاہنے والوں کو چھوڑ کر
خود سوئے حق وہ حق کا طلبگار چل بسا

درسِ حدیث

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:00 بمقام 35-X فیز III ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔ خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔

رابطہ نمبر : 0333 - 4300199 - 042 - 7726702

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہو سکے گا لہٰذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کر کے درس حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کر لیا کریں۔ شکریہ

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

تین قسم کے لوگ اللہ کا وفد ہیں :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَفْدُ اللّٰہِ ثَلَاثَۃٌ اَلْغَازِیْ، وَالْحَآجُّ، وَالْمُعْتَمِرُ.

(نسائی، شعب الایمان للبیھقی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرمارہے تھے کہ تین قسم کے لوگ اللہ کا وفد ہیں جہاد کرنے والے، حج کرنے والے، عمرہ کرنے والے۔

ف : مطلب یہ ہے کہ یہ تینوں قسم کے لوگ چونکہ اللہ کے راستے میں تکلیفیں برداشت کرتے ہیں کہ اِن کا مال بھی صرف ہوتا ہے، جان بھی صرف ہوتی ہے، اِنہیں گھر بار بھی چھوڑنا پڑتا ہے اِس لیے یہ لوگ اللہ کے یہاں اعزاز واِکرام کے قابل ہوجاتے ہیں اور اِن کی حیثیت بادشاہ کے حضور میں پیش ہونے والے وفد کی سی ہوجاتی ہے جس کی بات سنی جاتی ہے اور جس کے مطالبے پورے کیے جاتے ہیں۔

اِسی لیے حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب تم حج سے واپس آنے والے کسی حاجی سے ملو تو اُسے سلام کرو اُس سے ہاتھ ملاؤ اور اُس سے درخواست کرو کہ وہ اپنے گھر داخل ہونے سے پہلے تمہارے لیے استغفار کرے کیونکہ اُس کے گناہ بخشے جا چکے ہیں۔(مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۲۳)

جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ پکا منافق ہوگا :

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَرْبَعٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنْھُنَّ کَانَتْ فِیْہِ خَصْلَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَھَا اِذَا اوْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ.

(بخاری ومسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص میں چار باتیں ہوں گی وہ پکا منافق ہوگا اور جن میں اِن چار باتوں میں سے کوئی ایک بات پائی جائے گی تو (سمجھ لو کہ) اُس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی تاوقتیکہ اُسے چھوڑ نہ دے (وہ چار باتیں یہ ہیں): جب اُس کے پاس اَمانت رکھوائی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب قول و قرار کرے تو اُس کے خلاف کرے اور جب کسی سے جھگڑے تو گالم گلوچ کرے۔

ف : نفاق دو طرح کا ہوتا ہے ایک اعتقادی اور ایک عملی۔ مذکورہ حدیث میں نفاق سے مراد عملی نفاق ہے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان اِن چار باتوں کا شکار ہے تو وہ پورے طور پر عملی نفاق میں مبتلا ہے اور عملاً منافق بن گیا ہے۔ اور اگر اِن چاروں میں سے کوئی ایک خصلت و عادت اُس کے اندر پیدا ہو جائے تو جانو کہ اُس میں نفاق کی ایک خصلت پیدا ہوگئی ہے لٰہذا متنبہ کیا جاتا ہے کہ جس کے اَندر یہ تمام خصلتیں پیدا ہوگئی ہیں یا ایک خصلت پیدا ہوئی ہے وہ جان لے کہ اَب اُس کا نقشۂ زندگی منافق کے مطابق ہوتا جا رہا ہے۔ اگر وہ ایمان کا دعویدار ہے تو اُس کے اَندر اِن خصلتوں کا ہونا قطعاً مناسب نہیں ہے اگر وہ اپنی دُنیا و آخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اُس کے لیے ضروری ہے کہ اِن باتوں کو فوراً چھوڑ دے۔

کوئی بندہ اُس وقت تک مومن نہیں کہلایا جاسکتا جب تک چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے :

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَایُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ یَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَعَثَنِیْ بِالْحَقِّ وَیُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَالْمَوْتِ وَیُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ. (ترمذی ابنِ ماجہ بحوالہ مشکوۃ ص ۲۲)

حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بندہ اُس وقت تک مومن نہیں کہلایا جاسکتا جب تک کہ چار چیزوں پر ایمان نہ لے آئے: (۱) اِس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے (۲) اور اِس بات کی بھی گواہی دے کہ بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ نے مجھے حق (دین اسلام) دیکر دُنیا میں بھیجا ہے (۳) اور مرنے کے بعد قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان لائے (۴) اور تقدیر پر ایمان لائے۔

قسط : ۱

اللہ ہی خالق ہے اور وہی راہ دِکھانے والا ہے

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب ۱۶ر فروری کو جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اِس موقع پر اَساتذہ کرام اور طلباء سے تفصیلی خطاب فرمایا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ (اِدارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَتَبَ الْاٰثَارَ وَنَسَخَ الْاٰجَالَ وَالْقُلُوْبُ عِنْدَہٗ..... وَالسِّرُّ عِنْدَہٗ عَلَانِیَۃٌ اَلْحَلَالُ مَااَحَلَّ وَالْحَرَامُ مَاحَرَّمَ وَالدِّیْنُ مَاشَرَعَ وَالْاَمْرُ مَاقَضٰی وَالْخَلْقُ خَلْقُکَ وَالْعَبْدُ عَبْدُکَ وَھُوَاللّٰہُ الرَّؤُوْفُ الرَّحِیْمُ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ کَمَنْ ھُوَ اَعْمٰی اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذَا الْخَیْرَ خَزَائِنُ وَتِلْکَ الْخَزَائِنُ مَفَاتِحَۃٌ فَطُوْبٰی لِعَبْدٍ جَعَلَہُ اللّٰہُ مِفْتَاحًا لِّلْخَیْرِ وَمِغْلَاقًا لِلشَّرِّ فَوَیْلٌ لِّعَبْدٍ جَعَلَہُ اللّٰہُ مِفْتَاحًا لِلشَّرِّ وَمِغْلَاقًا لِّلْخَیْرِ اَوْ کَمَا قَالَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ .

میرے عزیز و بھائیو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑی نسبت پر جمع کیا ہے آپ بھائیوں سے ملنا میرے لیے بھی عزت اور شرف ہے۔ یہ وہ نسبت ہے جس سے عالی نسبت دُنیا میں اور کوئی ہے ہی نہیں افضل ترین اَفراد وہ ہیں جو اللہ کی نسبت پر گھر چھوڑ رہے ہوں اور اللہ کے علم کے لیے وہ اپنے وطن سے دُور ہوں اور اُس کے حصول کے لیے وہ اپنی جان مال کو پیش کر رہے ہوں۔ رات سے میرے سر میں بہت شدید دَرد ہے اَبھی بھی میرے آنے کی کوئی ہمت نہیں تھی لیکن آپ حضرات سے مولانا حسن صاحب تو بڑے محترم اور

معزز ہیں اُن سے کہہ دیا تھا تو میں وعدہ کے اِیفاء کی وجہ سے آیا ہوں ورنہ میرا سر بہت جکڑا ہوا ہے دَرد کی شدت سے چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔

اللہ تعالیٰ باقی جتنی انسان کے علاوہ کائنات ہے اُس کو پیدائشی طور پر ہی عالم پیدا کرتا ہے وہ نباتات ہوں یا حیوانات ہوں پرندے ہوں درندے ہوں یہ سب پیدائشی عالم ہوتے ہیں اور انسان اَحسن تقویم ہے لیکن یہ جاہل پیدا ہوتا ہے وَاللّٰہُ اَخْرَجَکُمْ مِّنْ بُطُوْنِ اُمَّھَاتِکُمْ لَاتَعْلَمُوْنَ شَیْئًا کہ ہم نے تمہیں جب نکالا ماں کے پیٹ سے تو تم کچھ نہیں جانتے تھے تو انسان کی اَصل ہے جہالت اور باقی جتنی کائنات ہے اُس کی اصل ہے علم رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی تو کُلَّ شَیْءٍ میں استثناء ہے انسان کا اُس آیت کے ساتھ شَیْءٌ کے عموم میں تو انسان بھی داخل ہے لیکن انسان کا استثناء ہوا اُس آیت کے ساتھ کہ لَاتَعْلَمُوْنَ شَیْئًا اور اِدھر ہے اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی اور ہدایت سے مراد دونوں ہی ہیں کہ جتنی مخلوق ہے وہ ضرورت کے علم کو بھی اپنے اَندر لے کر پیدا ہوتی ہے اور مقصد کے علم کو بھی اپنے اَندر لے کر پیدا ہوتی ہے اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی یہاں ہدایتِ عامہ ہے زندگی گزارنے کا علم اور پھر اِس کے ساتھ دُوسری آیات جوڑو تو کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ اور اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ، سَبَّحَ لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ، یُسَبِّحُ لَہٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. اَب اِن آیات کو جب ہم نے ساتھ جوڑا تو پتہ چلا کہ ساری مخلوق انسان کے سوا وہ اپنے مقصد کو بھی پہچانتی ہے میرا خالق کون ہے مجھے اُس کی بندگی کیسے کرنی ہے عَلِمَ صَلٰوتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ اور مجھے زندگی کیسے گزارنی ہے اِس کا بھی اُنہیں علم ہوتا ہے کہ مجھے کیا کرنا ہے۔

انسان کا بچہ ماں کے پیٹ میں نو مہینے رہتا ہے وہ باہر آتا ہے اُسے پتہ ہی نہیں میں کون ہوں اور مرغی کا بچہ اَنڈے میں اِکیس دن رہتا ہے نو مہینے اور اِکیس دن میں کتنا فرق ہے وہ اِکیس دن کے بعد نکلتا ہے اور نکلتے ہی بھاگتا ہے اور دانا چگنا شروع کر دیتا ہے اور اپنے پنجوں سے وہ اُس کو اَلگ کر دیتا ہے روڑے کو اَلگ کر دیتا ہے دانے کو اَلگ کر دیتا ہے کسی سے بھی نہیں پوچھتا نہ ماں سے پوچھا مجھے بتاؤ نہ اَبّا سے پوچھا میں تو کہتا ہوں اَبّا تو پہلے ہی بھاگا ہوتا ہے مفرور ہوتا ہے اَبّے تو بھاگے ہوتے ہیں صرف امّاں ہوتی ہے تو اماں سے کہتا مجھے بتاؤ تو سہی مجھے کیا کھانا ہے مجھے کیا پینا ہے مجھے کیسے کھانا ہے مجھے کیا نہیں کھانا میرا پرہیز تو بتاؤ میری غذا تو

بتاؤ، نہ اماں سے پوچھا نہ اَبّا سے پوچھا اور اپنا علاج بھی اپنا پرہیز بھی جانتا ہے غذا بھی جانتا ہے دَوا بھی جانتا ہے دوست بھی جانتا ہے دُشمن بھی جانتا ہے بلی کو دیکھتے ہی بھاگ کر اماں کی طرف دُوڑتا ہے اُسے کس نے بتایا کہ تجھے کھانے والی چیز ہے یہ۔ آج صبح گھر سے نکلا سیر کرنے سامنے نظر پڑی بلی پر تو بھاگا واپس کس نے کہا تھا کہ بلی کھاتی ہے کیسے پتہ چلا اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی ہر چیز کو پیدا کیا ہدایت دی کسی پرندے کو اُڑنا ماں باپ نہیں سکھاتے سانپ کو ڈسنا ماں نہیں سکھاتی باپ نہیں سکھاتا زہر بنانا کوئی بھی نہیں سکھاتا یہ علم وہ پیدائشی طور پر لے کر آتے ہیں یہ جو کوئل ہے یہ بڑا اُستد پرندہ ہے یہ اپنا گھونسلا بناتی ہی نہیں یہ اپنے انڈے دیتی ہے کوے کے گھونسلے میں اور پانچ چار انڈے پڑے ہوں تو ایک انڈا اپنا دے کر ایک انڈا کوے کا نیچے پھینک دیتی ہے تو چار پورے کے پورے ہیں اُن کو شک بھی نہیں پڑتا کہ اِس میں کوئی اور شامل ہو گیا پھر اُس کے طواف کرتی رہتی ہے۔

اور اللہ کا نظام یہ ہے کہ کوئل کا انڈہ جلدی پھٹتا ہے کوے کا دیر سے پھٹتا ہے تو جوں ہی یہ کوئل کا بچہ نکلتا ہے تو نکلتے ہی پر مار کر تینوں انڈے نیچے پھینک دیتا ہے کلاّ میں نوں ہی پالوتم وہ اُس کو پالتے رہتے ہیں وہ تھا کالا کوا بھی کالا اور کوئل بھی کالی اُن کو شروع میں پتہ ہی نہیں چلتا کہ ہم کس کو پال رہے ہیں وہ اِس سارے دَورانیے میں کوئل وہ جگہ نہیں چھوڑتی۔ یہاں تو ماحول ہے نا جو درخت کوئی نہیں ہے تو میں اپنے دیہات میں جاتا ہوں تو میں یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں کہ جہاں کوئل کوے کو نظر آئے تو اُس کا پیچھا شروع کر دیتا ہے اُس کو مارنے دَوڑتا ہے اُس کو دیر کے بعد پتہ چلتا ہے میں نے تو کوئل کی خدمت کی تھی یہ آپ کو مثالیں دے رہا ہوں کہ اللہ ساری کائنات غیر انسان کیسے پڑھی لکھی ہوتی ہے کیسے تعلیم یافتہ ہوتی ہے اور کسی سے وہ علم نہیں لیتی اور اپنے علم میں وہ کامل ہوتے ہیں ذرا بھی اُس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔

انسان اَب اِس کو آپ ذرا غور کرو نا تو آپ کو ساری کائنات اِس کے مطابق نظر آئے گی کہ ہر ہر چیز اپنے اپنے علم کے مطابق چل رہی ہے بغیر سیکھے، آپ روزانہ کتنی چیونٹیاں مار دیتے ہو آپ کے پاؤں تلے آتی ہیں آپ کے صندوق تلے آتی ہیں آپ کے بستر تلے آتی ہیں اور اِس کا وجود کتنا حقیر ہے اور اَندھیرے میں انڈا دیتی ہے چیونٹی اُس کا وجود کتنا ہے اگر آپ دس کروڑ چیونٹیاں اکٹھی کرو نا دس کروڑ اور اُن کا دماغ نکالو تو اُس کا ٹوٹل بیس گرام وزن بنتا ہے دس کروڑ چیونٹیوں کے دماغ کا ملا کے وزن کرو تو بیس گرام تو ایک چیونٹی کے

اَندر کتنا دماغ ہوتا ہے لیکن آپ نے اُس کو دیکھا کہ اُس نے کبھی قطار توڑی تو آپ روزانہ قطار کتنی توڑتے ہیں اَڈّوں پر کتنی لڑائیاں ہورہی ہوتی ہیں وہ اُن کو اُترنے ہی نہیں دیتے جنہوں نے اُترنا ہوتا ہے اُن کو بھی نہیں اُترنے دیتے وہ اُتریں گے تو تم اَندر جاؤ گے نا وہ اُن کو دھکّے دے کر پیچھے کررہے ہوتے ہیں کہ میں چڑھ جاؤں اَب چیونٹی کبھی قطار سے اِدھر اُدھر گئی نظر کچھ نہیں آتا سیدھی کیسے جارہی ہے اور پھر اَندھیروں میں انڈے بچے اُس میں پہرے دار بھی ہیں اُنہیں پتہ ہے ہمیں پہرا دینا ہے اُس میں ملکہ کے محافظ ہیں اُنہیں پتہ ہے ہمیں وہاں جانا ہے اُس میں بچوں کی نگرانی کرنے والے ہیں وہ اپنی ڈیوٹی پر چلے جاتے ہیں اُن میں غلہ ڈھونڈنے والے ہیں وہ اپنی ڈیوٹی پر چلے جاتے ہیں اُن میں فوج ہے وہ اپنے مورچے سنبھال لیتی ہے اُس میں پولیس ہے وہ اپنے مورچے سنبھال لیتی ہے اُس میں انجینئر ہیں جو سارے گھر کی نگرانی کرنا سوراخوں کو بحال رَکھنا اور پتے لاکر رکھنا تاکہ اَندر آکسیجن بھی رہے سردیوں میں وہ گرمائش کا کام بھی دیں اَب آپ چیونٹی دیکھو اور چیونٹی کے کام دیکھو رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی رَب وہ ہے جس نے ہر چیز کو بنایا اور اُس کو ہدایت دی مقصد کی ہدایت بھی حاصل ہے کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَہٗ وَتَسْبِیْحَہٗ اور ضرورتِ زندگی کی ہدایت بھی حاصل ہے کہ اپنا علاج بھی جانتے ہیں دَوا بھی جانتے ہیں غذا بھی جانتے ہیں سب کچھ جانتے ہیں۔

یہاں ہندوستان میں تو بندر کی پوجا ہوتی ہے، ایک علاقہ میں بندر زیادہ تھے تو مسلمان بڑے تنگ تھے اُن کو مار بھی نہیں سکتے تھے وہ آکر کبھی اُن کے ٹوکرے میں سے روٹیاں نکال لینی کبھی آٹا کھینچ لینا کبھی کچھ کھالینا وہ بڑے تنگ پڑ گئے تو مسلمانوں نے آپس میں مل کر سکیم بنائی اُنہوں نے روٹیوں میں زہر ملا دیا اور روٹیاں پکا کر چھت پر ڈال دیں تو جب حسبِ معمول بندر آئے تو آگے خلافِ معمول دسترخوان روٹیاں سجی ہوئیں تو ساروں نے ایک دُوسرے کو ایسے دیکھا کہ یہ آج ہمارا اِکرام کیوں ہورہا ہے یہ کیا چکر ہے؟ کسی ایک بندر نے کچھ نہیں کھایا تو سارے واپس چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھا کہ وہ سارے بندر آرہے ہیں اور اُن کے ساتھ چار موٹے موٹے بندر پروفیسر ٹائپ بوڑھے بوڑھے وہ چار اُن کے پروفیسر آرہے ہیں اُنہوں نے آکر روٹیوں کو دیکھا پھر توڑا پھر سونگھا پھر وہیں چھوڑ دیا کچھ نہیں کہا سب واپس چلے گئے۔

پھر تھوڑی دیر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ ہر بندر کے ہاتھ میں ایک ٹہنی ہے اور وہ بھاگے بھاگے آرہے ہیں

اور آکر اُنہوں نے اپنا پورا دستر خوان بچھایا ڈونگے رکھے پلیٹیں رکھیں اور روٹیاں اُن چاروں بندروں نے تقسیم کی پھر ہر ایک کے ہاتھ میں ٹہنی پہلے روٹی کھائی اُوپر سے ٹہنی کے پتے چبا چبا کھا اور یہ جا اور وہ جا۔ یہ اِتنا بڑا علم کہاں سے اُن کو ملا؟ کہ اِس میں زہر ہے یہ پہچانا تم تو لیباٹری کے بغیر نہیں پہچان سکتے۔

میں جب سکول پڑھتا تھا سنٹرل ماڈل سکول تو ہمارے ہوسٹل میں ایک دن دال پکتی تھی دال تو مدرسوں میں تو اُس وقت روزانہ ہی دال ہوتی تھی پتہ نہیں اَب تمہارے ہاں کیا پکا تا ہے۔ تو ہم نے سوچا یار یہ دال سے کیسے پیچھا چھڑائیں تو ہم نے کہا جمال گوٹا ڈالو لڑکوں کو دست لگیں گے تو خود ہی دال پکانا چھوڑ دیں گے۔ تو ایک لڑکے کے ذمہ لگا کہ بھئی جاؤ تم لوہاری گیٹ میں جہاں پنساری کی دُکانیں ہوتی تھیں وہاں سے جمال گوٹا لے کر آؤ۔ ایک لڑکے ذمہ لگا کہ تم پیسو گے میرے ذمہ لگا کہ تم ڈالو گے۔ تو وہ لڑکا واپس آگیا اُس نے کہا وہ پنساری کہتا ہے میں تو نہیں دیتا تم ہوسٹل کے لڑکے ہو کہیں جا کے سالن میں ڈالو گے تو مجھے حکیم کی چٹ لاؤ میں تب دُوں گا۔ تو ہمارے کمرے کا جو اَمیر تھا ہارون اُس کا نام تھا اُس نے چٹ بنائی حکیموں کی طرح پوری تحریر لکھی جیسے حکیم شکستہ تحریر بناتا ہے ایسے حاملِ ہذا کو برائے نسخہ دو تولہ جمال گوٹا دے دیا جائے نیچے لکھا حکیم لقمان دہلوی تو اُس نے وہ چٹ پڑھی اُس نے دے دیا۔ اکرم سُکھیر اتھا لانے والا فوت ہو گیا بیچارہ پھر ایک احمد حسن تھا یہ ہم سب زمینداروں کے بیٹے تھے ہمیں پڑھنے کا شوق تھا نہیں تو یہی اُلٹی سیدھی حرکتیں کرتے رہتے تھے۔

کم از کم میں اپنی ذات تک آپ کو بتا تا ہوں میں فیل کبھی نہیں ہوا پاس ہی ہوتا اور اچھے نمبر ہوتے تھے کیسے؟ جس دن امتحان ہوتا تھا اُس رات مثلاً صبح فزکس کا پرچہ ہے تو میں کتاب اُٹھا کر بیٹھ جاتا میں کہتا ''یا اللہ کل جیڑا سوال آنا ہے وہ ایتھوں کڈ دے بسم اللہ'' میں یوں کتاب کھولتا تو تین چار صفحے اِدھر اور تین چار صفحے اُدھر پڑھ لیے پھر کتاب بند کی پھر کہا ''یا اللہ کل والا سوال وِچوں کڈ دے بسم اللہ'' تو اِس طرح دس بارہ دفعہ بسم اللہ بسم اللہ پڑھ کے پاس ہو جاتا اچھے نمبروں میں۔ میں ایک دفعہ آٹھویں میں سیکنڈ آیا تو میرے اُستاد کہنے لگے اوئے تو کوئی نقل تو نہیں مارتا ہے؟ میں نے کہا جی کیوں۔ کہتے نمبر تیرے اِتنے اچھے پڑھتا تو ہے نہیں۔ میں نے کہا بسم اللہ، بسم اللہ دِیاں برکتاں۔ تو پڑھنے کا شوق تھا نہیں بس یہی کام کرتا رہتے تھے۔

تو احمد حسن نے اُس کو آکر پیسا اور پھر ہمارا بیچ میں تھوڑا سا وقت فارغ ہوتا تھا تو اُس وقت میرے

ذمہ تھا کہ جاؤ ڈالو، تو میں جب ڈالنے گیا تو آگے سارے باورچی جو تھے وہ کھانا پکا کر باہر بیٹھے تھے حقہ پی رہے تھے۔ میں نے کہا اَب میں کیسے اندر جاؤں تو ایسا اتفاق بنا کہ ہمارے جو ناظم تھے دارُالاقامہ کے وہ ایک راؤنڈ لگایا کرتے تھے کہ کہیں کوئی لڑکا کمرے تو نہیں چھپا ہوا تو پھر وہ مطبخ بھی جاتے تھے دیکھنے کے لیے تو احمد دین تھا باورچی وہ مجھ سے کہنے لگا طالب صاحب آرہے ہیں، میں نے کہا اچھا میں کمرے دے اندر جاریا واں دَسّی نا طالب صاحب نو کہ میں اندر آں۔ اُس نے کہا ٹھیک ہے تُسی باؤ جی جاؤ میں نہیں دَس دا۔ میں نے کنڈی لگالی اندر سے اور نکال کر سارا چھڑک دیا ٹھکا ٹھک اور چھڑک کے جب وہ طالب صاحب چلے گئے تو اُنہوں نے کہا کہ صاحب جی آجاؤ طالب صاحب چلے گئے تو میں باہر آکر چلا گیا۔

تقریبًا ساڑھے گیارہ بجے چھٹی ہوتی تھی تو اُس میں ہم کھانا کھاتے تھے پھر اُس کے بعد آدھا گھنٹہ ہمیں آدھی چھٹی ہوتی تھی اُس کے بعد پھر ہمارے دو سبق اَور ہوتے تھے تو سارے لڑکے بھاگے بھاگے آئے تو اَب وہ اُوپر وہ کہنے لگا احمد دین اے کی وے اُس نے کہا او جی اَج گرم مصالحہ زیادہ پے گیا۔ جب بندر پکا ہوا زہر اَندر سے پہچان رہے ہیں جو نظر ہی نہیں آرہا اور اِنسان پڑھے لکھے وہ کہہ رہے ہیں اے کی وے۔ وہ کہہ رہے ہیں گرم مصالحہ ہے۔

ہمارے ایک پی ٹی ماسٹر تھے عبداللہ صاحب کراچی میں آج کل ہوتے ہیں اُن پر ہمیں بڑا غصہ ہوتا تھا وہ ہمیں صبح صبح اُٹھاتے تھے پی ٹی کے لیے وَرزش کراتے تھے تو ہم نے تو نماز بھی کبھی نہیں پڑھی تھی وہ ہمیں اُٹھا دیتے تھے سورج نکلنے سے پہلے تو اُن پر بڑا غصہ چڑھتا تھا تو اُن کو احمد دین اُوپر اُوپر سے تَری نکال کر دیتا تھا میں نے کہا ہم نے بدلہ لینا ہے عبداللہ صاحب سے اِن کو ایسے دست لگیں گے نا کہ اِن کو یاد آجائے گا ہمیں اُٹھانا، تو اُس نے ایسے ہی اُوپر اُوپر سے اُن کو تری نکال کر دی بھر کے پلیٹ، ہمیں تو پتہ تھا کہ ہم نے گڑبڑ کی ہوئی ہے تو ہم نے خالی سالن تو لے لیا لیکن کھایا نہیں اُوپر اُوپر سے نوالے بناتے رہے۔

پہلا سبق تو چالیس منٹ کا سبق ہوتا تھا تو آدھا گھنٹہ گزرا اور لڑکوں کی لائن لگنی شروع ہوگئی دَبا دَب دَبا دَب بھاگیا بھاگیا۔ ہم نے اپنے کمرے سے اپنا جو ہمارا کمرہ نمبر دو تھا ہمارے کام بھی دو نمبر تھے کمرہ بھی دو نمبر تھا تو ہم نے اپنے کمرے کے دو لڑکوں کے ذمّے کر دیا بھئی تم بھی لوٹے اُٹھا کر بھاگتے رہو کہیں شک نہ پڑ جائے کہ اِس کمرے کا ایک لڑکا بھی نہیں جا رہا یہ کیا چکر ہے۔ تو ایک خالد میلا تھا سرگودھا کا زمیندار اور ایک

عرفان چیمہ تھا اِدھر سیالکوٹ کا اُن دو کے ہم نے ذمّہ لگایا کہ تُسّی لوٹے لوتے پُجّی جاؤ پُجّی جاؤ۔ وہ بیچارے جو تھے ہمارے پی ٹی عبداللہ صاحب اُن کا حال یہ تھا کہ وہ باتھ رُوم سے نکل کر وہاں تک جاتے پھر بھاگ کر واپس آتے پھر بیٹھتے پھر فارغ ہوتے پھر کھڑے ہوتے پھر پتلون باندھ رہے ہوتے تھے اور پھر بیٹھ جاتے تھے ایسا اُن کے ساتھ حشر ہوا۔ پتہ نہیں مجھے یہ کہاں سے واقعہ یاد آ گیا بندروں کی برکت سے۔ سارے سکول میں ہائے ہائے ہوگئی تو اِس میں بدنامی تھی ناظم دارُ الاقامہ طالب صاحب کی، اَب اُن کے لیے میں دُعاء کرتا ہوں ہمیشہ اُس وقت بڑے بُرے لگتے تھے اُنہوں نے ہمیں بڑا پابند کر دیا تھا پہلے جو تھے ناظم وہ ڈھیلے ڈھالے تھے تو ہم بھی آزاد تھے وہ آئے تو اُنہوں نے ہمیں ٹائٹ کیا اُس میں بڑا اُن کو غصہ چڑھتا تھا۔

اُنہوں نے چھٹی کے بعد سارے لڑکے جمع کر لیے سردیوں کے دن تھے ہم سب کو بڑا ڈانٹا کہ تم سب میرے خلاف سازش کر رہے ہو مجھے یہاں سے نکلوانا چاہتے ہو اُنہوں نے کہا اوئے احمد دین چل پوری پلیٹ بھر کر لے آ تو ایک لڑکا تھا عزیز اللہ اُس کے کندھے پر میں ہاتھ رکھ کر کھڑا تھا میں نے کہا عزیز اللہ ہون طالب صاحب دی تے خیر کوئی نئی وہ پلیٹ بھر کر لائے تو وہ بجائے روٹی کے چمچوں سے کھا گئے پوری کھا گئے کہنے لگے میں دیکھتا ہوں مجھے کیا ہوتا ہے؟ تم سب میرے خلاف سازش کر رہے ہو تو پانچ منٹ تک اُن کا رُعب داب چلتا رہا چھ منٹ کے بعد آواز آہستہ ہونی شروع ہوگئی ڈھیلے پڑتے گئے ڈھیلے پڑتے گئے دہ منٹ نہیں کھلوتے طالب صاحب اچھا ہون تُسی جاؤ سارے آرام کرو پھر چل سو چل طالب صاحب دَبا دَب جو لگے دست بیچارے عشاء تک وہ بھاگتے ہی رہے بھاگتے ہی رہے بُرا حال ہوگیا او ہو ٹائلٹ بھر گئے اُدھر باہر تھا ہمارا گراؤنڈ وہ بھر گیا اَب جناب تحقیق شروع ہوئی کہ یہ کیا چکر ہے یہ کیا چکر ہے؟ احمد دین کو پکڑ لیا طالب صاحب نے جب اُن کو اپنے دست لگے پھر اُنہوں نے اُس کو پکڑا تو کی پایا وے؟ اُس نے کہا میں تے کجھ وی نئی پایا کہا کون آیا تھا اِدھر کہا طارق صاحب آئے سی، پھر میں پکڑا گیا میری شامت یہ رہی کہ جس کاغذ میں جمال گوٹا وہ میں وہیں پھینک کر آ گیا مجھے یاد ہی نہیں رہا اُٹھانا تو وہ کاغذ اُٹھا لیا وہ لے گئے لیبارٹری ٹیسٹ میں پتہ چلا کہ جمال گوٹا ڈالا گیا تھا تو یہ انسان کا علم ہے اور بندر نے دیکھتے ہی کہہ دیا ناوئی نا نہیں کھانا زہر ہے وچ تو رَبُّنَا الَّذِیْ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی تو آپ کی برکت سے پُرانا قصہ مجھے یاد آ گیا۔ (جاری ہے)

قسط : ۱

تعلیمی اِنہماک کونصب العین بنائیں

جناب مولانا قاری تصورالحق صاحب صدر جمعیت علماء برمنگھم برطانیہ ۵ رفروری کو جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اِس موقع پر اساتذہ کرام اور طلباء سے جواُنہوں نے خطاب فرمایا وہ پیشِ خدمت ہے۔(اِدارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ !

یہ بات مغالطہ کے طور پرنہیں کہہ رہا بلکہ ایک حقیقت کے طور پر آپ بھائیوں کے سامنے رَکھ رہا ہوں کہ جس اِدارے کی پاک بنائی جگہ پر بٹھایا گیا ہے میں کسی بھی لحاظ سے اپنے آپ کو اِس کا اہل نہیں سمجھتا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اِس کی آخری صفوں میں بیٹھنے والے طلباء سے بھی شاید ہر لحاظ سے اپنے آپ کو کم ہی سمجھتا ہوں یوں تو دُنیا بھر میں ہمارے اَکابرین کا ایک بہت بڑا سلسلہ ہے لیکن جس آستانے پر ہم جمع ہیں یہ نہ صرف پاکستانیوں ہی کے لیے ایک معزز اور محترم بلکہ دُنیا بھر میں اِسلامی خدمات انجام دینے والوں کے لیے ایک مشعل ِراہ ہے۔

پاکستان میں اِس بار میری آمد اپنی ذاتی مصروفیات کی بنیاد پر ہے حضرت مولانا قاری غلام سرور صاحب جو ہمارے مخدوم ہیں جن کی بات کوٹالنا بھی بہت مشکل ہے اُنہوں نے اِس خواہش کا اظہار کیا کہ چاہے جتنی بھی دیر کے لیے ممکن ہو جامعہ کے اَندر طلباء سے ملاقات کیجیے۔میں خود اپنی دِلی چاہت کے ساتھ شاید عمر میں ہوسکتا ہے میں ہی بڑا ہوں لیکن علم و مرتبہ کے لحاظ سے اور نسبت کے لحاظ سے دونوں بھائی حضرت مولانا رشید میاں صاحب اور حضرت مولانا محمود میاں صاحب اللہ اِن کی زندگیوں میں برکت فرمائے، ہمارے لیے ایک بہت بڑا سرمایہ ہے اِن کا وجود ملت ِاسلامیہ کے لیے نیک شگون ہے، میں حضرت کا ممنون ہوں کہ اپنی ذاتی مصروفیات کے باوجود اور اپنے شیڈول کو ترک کرتے ہوئے مجھے اپنی معیت میں یہاں لے

کے آئے۔ میں تو ایک طالب علم ہوں دُعا کروانے آیا ہوں دُعا کرنے نہیں آیا اِس لیے کہ اپنے آپ میں وہ چیز ابھی تک نہیں پاتا تو میں حضرت مولانا محمود میاں صاحب سے درخواست کروں گا کہ جس دین کے راستے پر ہم چل رہے ہیں جب تک ہماری رگوں میں خون باقی ہیں جب تک ہم کُھلی آنکھوں سے دیکھتے ہیں جب تک ہمارے کان سُنتے ہیں ہماری اِس زندگی کی حرکت کے آثار موجود ہیں اُس وقت تک اللہ تعالیٰ دین ہی کے راستے پر ہمیں باقی رکھے۔

پہلی بات تو میں آپ حضرات سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ مسجد کے اِس ماحول میں جو آپ کو بظاہر اَبھی شکست خوردہ نظر آتا ہے ابھی مسجد مکمل نہیں ہوئی یہاں کوئی کارپٹ بچھی نہیں ہے یہاں پر کوئی زندگی کی سہولیات آپ کو ظاہر نظر نہیں آرہیں انتہائی کسمپُرسی کی پوزیشن اور صورتِ حال ہے لیکن اِس ماحول میں رہ کر جس علم کو آپ حاصل کرنے آئے ہیں وہ آپ کی عظمتوں کی اَصل دلیل ہے آپ دُنیا کے اندر اُن لوگوں کو جو بڑے بڑے محلات میں بستے ہیں جن کے پاس چلنے کے لیے اعلیٰ درجے کی گاڑیاں ہیں جن کے خداموں میں نوکروں کی بڑی فہرست ہوتی ہے، اُن کی ظاہری زندگی کو دیکھ کر آپ اپنے اَندر احساسِ کمتری نہ پیدا فرمالیں میرا یقین محکم ہے اور یہ الفاظ کی بات نہیں ہے کہ دُنیا کا بڑے سے بڑا انسان بھی کسی نہ کسی مرحلہ پر اِنسانی زندگی میں وہ اِنہی طلباء کے قدموں میں بیٹھنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اگر آپ نہیں جانتے ہیں تو آج بھی جا کر دُنیا میں مشاہدہ کرلیں جب بھی اُن کی زندگی کسی مصیبت کا شکار ہوتی ہے جب بھی ذہنی سکون لُٹ جاتا ہے جب بھی اُن کے خانوادے کا بکھیرا ہوتا ہے تو ایسے ماحول اور ایسی پوزیشن میں آکر دُعاء کے لیے کسی ایک طالب علم کے پاس آتے ہیں مدرسہ کے اساتذہ کے پاس آتے ہیں اور آکر کہتے ہیں کہ آج ہماری زندگی کا سکون چھن چکا ہے ہماری بچی پریشان ہے ہمارے بچے پریشانی کی زندگی گزار رہے ہیں آپ سے دُعاء کی درخواست لے کر آئے ہیں تو گویا اللہ تعالیٰ اُس کو اِن کے قدموں میں لاکر کھڑا کرتا ہے۔ دُنیا کی دولت یہ اِنسان کے سکون کا ذریعہ نہیں ہے اگر دولت اِنسانی زندگی کے سکون کا ذریعہ ہوتی تو پاکستان کی بہت بڑی لیڈر جس نے سالہا سال ملک سے باہر گزارے کہ اُس دولت کو میں اپنے پاس سمیٹ لوں جو میری زندگی کو راحت بخش سکے لیکن نہ تو دُنیا میں زندگی کی راحتیں نصیب ہوسکیں اور نہ موت سے بچانے کا وہ دولت اُس کا ذریعہ بن سکی، اِس لیے میرے بھائیو میں آپ کے اساتذہ کی موجودگی میں جو آپ کے باپ ہیں جو آپ کی

تربیت کر رہے ہیں یہ آپ کے معلم ہیں ایک ماں باپ وہ ہیں جن سے آپ نے جنم لیا ہے اور ایک ماں باپ وہ ہیں آپ کے جن کے ہاں آپ خورد و نوش کر رہے ہیں زندگی کے دن اور راتیں آپ گزار رہے ہیں تو اِن کے زیر نگرانی جہاں آپ آئے ہیں

میں پہلی بات آپ سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ معاشرے کے اندر اِن لوگوں سے اپنے آپ کو کمتر نہیں سمجھیں۔ یہ غربت یہ دن یہ ابھی آپ کو آنکھ بند کر کے دوبارہ کھولنے کی اِتنی ہی مدت ہے اِس کی۔ پانچ سات سال آٹھ سال کیا دَورانیہ ہے پچاس سالہ زندگی جو حضرت کی اور ہماری ہے اِس میں اِس کی کوئی حیثیت نہیں تو پہلی بات یہ ہے کہ آپ اپنے آپ کو دُنیا کے لوگوں کے سامنے کمتر نہیں سمجھیں جب تک آپ میں خودی نہیں ہوگی جب تک آپ میں سیلف کونفیڈینس نہیں ہوگا کہ آپ کی حیثیت اور پوزیشن کیا ہے اُس وقت تک آپ اپنے اُس نظریہ کو اور اُس مؤقف کو اور اُس چیز کو آپ دُوسروں کے سامنے کھل کر بیان نہیں کر سکتے جس طرح طالب علم ہوتا ہے اور اساتذہ ہوں تو وہ بات کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے اور جو دِل کے اندر کی بات ہوتی ہے وہ کہہ نہیں پاتا کیونکہ اُس کو اعتماد نہیں ہوتا کہ میری بات شاید غلط ہوگی حالانکہ کہنے میں کوئی حرج نہیں اُستاد جو ہے وہ آپ کی اِصلاح کے لیے ہی ہے۔

یہیں تو ہم نے سیکھنا ہے تو بات یہ تھی کہ جب تک آپ کی زندگی میں خود اعتمادی پیدا نہیں ہوگی تو آپ کسی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کر سکتے اور جب تک آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کا آپ کے اندر ڈھنگ نہیں آئے گا حوصلہ پیدا نہیں ہوگا دُنیا میں جتنی بھی باطل قوتیں ہیں اُن کی آپ سرکوبی نہیں کر پائیں گے اُن کو توڑنے کے لیے اُن کو کچلنے کے لیے دُنیا سے اُن کا نام ونشان مٹانے کے لیے آپ کے اندر خود اعتمادی ہونی چاہیے دُنیا کی طرف آپ نہ دیکھیں کہ بھئی ہمیں کیسے ملے گی میں آپ کو وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں میں ایک طالب علم ہوں ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہوں لیکن آج یہ الحمد للہ جب میں انگلینڈ گیا تھا دس سال پہلے میں ڈرائیونگ نہیں جانتا تھا تو لوگ کہتے تھے کہ آپ گاڑی اور مدرسوں میں جا کر پہنچتے ہیں بڑی بڑی میٹنگوں میں تو وہ لوگ آپ کیسے ڈیل کرتے ہیں؟ میں نے کہا دُنیا کے بڑے بڑے اَدیب بھی اُس مجلس میں ہوتے ہیں جن کی دولت اُن کو بھی شاید پتہ نہ ہو لیکن کبھی بھی ایک منٹ کے لیے بھی اپنے سے اُن کو کمتر نہیں سمجھا اِس لحاظ سے۔

اِس لیے میں پہلے یہ بات آپ سے کہنا چاہوں گا کہ دُنیا کے جس معاشرے میں ہم رہنے کے لیے اور آپ صرف اِس لیے نہیں آئے کہ آپ نے چند سال گزار کے علم حاصل کرنا ہے اور اِس علم کو اپنے پیٹ میں دماغ میں قلب میں جا کر جمع کر کے گھر میں بیٹھ جانا ہے بلکہ آپ اِس لیے آئے ہیں اور اگر اِس سے پہلے اگر یہ محرک چیز نہیں تھی آپ میں تو آپ اِس کو اپنے اندر پیدا کیجیے کہ ہم ایک نظریہ کو سیکھنے آئے ہیں جس نظریہ کے بعد ہم نے بیٹھنا نہیں ہے بلکہ جس وحی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کو بستر سے اُٹھایا گیا تھا کہ ''پڑھ'' اَب آپ نے دُنیا میں جہاں پر بت پرستی ہے جہاں پر شرک ہو رہا ہے جہاں پر خدا کی ذات کی پہچان ختم ہوگئی ہے جہاں اِنسانیت انسانیت کی قدروں سے غافل ہو چکی ہے جس نے دُنیا میں آکر اللہ کی عبادت کا فریضہ انجام دینا تھا آج وہ ڈیوٹی انجام دینے سے عاری ہو چکی ہے آپ نے اُس کو زندہ کرنا ہے اُجاگر کرنا ہے ہمارے اِس علم کے حاصل کرنے کا اگر مقصد صرف یہ ہے کہ ہم نے اپنی روٹی کمانی ہے اور اپنے پیٹ کو پالنا ہے اور یہاں چند ہی سال گزارنے ہیں کہ یہاں زکوٰۃ کا مال آئے گا اور صدقہ وخیرات آئے گی ہم گھر میں اگر نہیں کھا سکتے تو یہاں کھا کر اپنی زندگی کو پروان چڑھا دیں گے اور اُس وقت تک شاید ہم اِس قابل ہو جائیں گے کسی دُکان پر کام کرنے کے۔

نہیں میرے بھائیو میرے عزیز طلباء! آپ نے اپنے اندر یہ داعیہ پیدا کرنا ہے کہ دُنیا میں آج نظاموں کے اَندر جتنی بھی اَبتری پیدا ہو چکی ہے جتنی بھی ناہمواریاں ہیں معاشرے کے اندر غریب سے جینے کا جو حق چھینا جا چکا ہے بے اِنصافی عام ہو چکی ہے معاشرے میں فحاشی اور عریانی کو پھیلانے کے آج چاروں طرف سیلاب اُبھر چکے ہیں۔ اِس دُنیا میں انسانیت کو انسانیت نہیں بلکہ جانور اور ایسا بھیڑیا بنانے کی کوششیں ہو رہی ہیں کہ جس سے انسانیت کی قدروں کو داغ لگ رہا ہے آپ نے اُس فراموش کرنا اور ختم کرنا ہے اور یہ جب ہی چیزیں ہو سکتی ہیں کہ ہم نے علم حاصل کرنے کے بعد اپنی زندگی کا مشن یہ بنانا ہے کہ اُس ذات کی پیروی کرتے ہوئے کہ جس کو دُنیا میں اللہ تعالیٰ نے اِس غرض سے بھیجا کہ **هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ**. کہ ہم نے اُس دین کو جو دُنیا کے اِتمام کے لیے آیا ہے اور اَب آخری مسیج ہے اللہ کی طرف سے اُس کو دُنیا میں غالب کرنے کے لیے ہم نے اُس کا حصہ بننا ہے اور انشاء اللہ اگر آپ اُس کا حصہ بن گئے تو آپ نے دُنیا اور اِس کے اندر جتنی نعمتیں ہیں وہ آپ کا نصیب اور

مقدر رہوں گی انشاء اللہ۔

اِس لیے میرے بھائیو آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے دُنیا کی تنگ دستیوں سے دُنیا کے مظالم سے دُنیا میں جو آپ پر دینی ماحول کو ترک کرنے کے لیے کوششیں اور سازشیں ہو رہی ہیں یہ آج کے نئے دَور کی بات نہیں ہے۔ آپ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی پوری تاریخ کو اگر آپ ایک نظر کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ کوئی آسانی کے ساتھ کام نہیں ہوتا ہے

بلکہ اگر مطابقت کریں گے پہلے زمانے میں اور آج کے زمانے میں تو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے لاؤڈ سپیکر لگائے جاتے تھے کہ آئیں طلباء جمع ہو گئے ہیں یہ ہمارے مہمان آئے ہیں انگلینڈ سے اِن کا یہ کام ہے ایسی تو کوئی بات نہیں تھی جب طائف کی بستی میں پہنچتے ہیں تو واپسی پر پتھروں سے استقبال ہو رہا ہے اور جس سے آپ کا خون جسم سے نکل رہا ہے اور آپ کے نعلین مبارک اُسی خون سے بھر جاتے ہیں کوئی آپ کی دادرسی کے لیے تیار نہیں ہے جن قبائلی سرداروں کا یہ تھا کہ یہ مکہ سے یہاں ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے ہیں ہمارے اِس مکی نسبت کی وجہ سے شاید ہماری لاج رکھ لیں اور ہمیں اپنے گھروں میں پناہ دیں گے اِنہوں نے گھر سے نکال دیا اور وہی لونڈوں کو لے کر پیچھے لگ گئے تو یہ کام کوئی استقبال والا نہیں ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج تو کتنا اِعزاز ہے کتنی آسان ہوگئی ہے بات دین کی کہنی کہ آپ جہاں جاتے ہیں جلسہ میں آپ کے اِشتہارات چھپتے ہیں، آپ کے نام کے بڑے بڑے اعلانات ہوتے ہیں، آپ کو اعلیٰ قسم کے کھانے ملتے ہیں، مہمان خانوں میں آپ کو رکھا جاتا ہے تو دین کا کام آج اِتنا مشکل نہیں ہے جتنا پہلے تھا تو اِس لیے میرے بھائیو مشکلات سے آپ کو گھبرانا نہیں چاہیے ہم اپنے اُن اَکابرین کو اپنے دل کے اُن آخری خانوں سے جہاں آخری حد ختم ہوتی ہے ہم سلام پیش کرتے ہیں کہ جنہوں نے سوکھی روٹیاں کھا کر بھی ظلم و جبر کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار پار کی۔

اور اگر اُنہیں نے اپنی زندگی سے ہاتھ دھونا بھی پڑا تو کوئی گھبراہٹ بھی محسوس نہیں کی، اگر پھانسی پر چڑھنا پڑا تو کھلے دل کے ساتھ اور مسکراتے چہروں کے ساتھ وہاں گئے اور اُن اَکابرین میں آپ ہندوستان کی تاریخ کو پڑھ لیں اگر ایک ایک کا نام لینے لگوں تو بہت مشکل ہو جائے گی بات طویل ہو جائے گی آپ کی کلاسز ہو رہی ہیں۔ (جاری ہے) ✿ ✿ ✿

دینی مسائل

﴿ نومولود کو دُودھ پلانے کا بیان ﴾

مسئلہ : جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اُس کی غذا دُودھ ہوتی ہے جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ وہ زندہ رہ سکے اور نشو ونما پا سکے اِس کی وجہ سے ماں پر دُودھ پلانا واجب ہے۔ البتہ اگر باپ مالدار ہو اور کوئی انا یعنی دُودھ پلانے والی رکھ سکتا ہو تو ماں کو دُودھ نہ پلانے میں کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ : اگر ماں کے دُودھ نہ اُترے یا بچے کی ضرورت سے کم ہو وغیرہ اور دُودھ پلانے والی کی دستیابی میں دُشواری ہو تو بچے کو پوڈر کا دُودھ یا تازہ اُس کے محمل کے مطابق بنا کر دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ماں کو کوئی ایسی مجبوری نہ ہو تو بلا عذر بچے کو پوڈر کا دُودھ یا اُوپری دُودھ پلانا خلافِ اَولیٰ ہے۔

مسئلہ : کسی اور کے بچے کو اپنے شوہر کی اجازت لیے بغیر دُودھ پلانا دُرست نہیں۔ البتہ اگر کوئی بچہ بھوک سے تڑپتا ہو اور اُس کے ضائع ہو جانے کا اَندیشہ ہو تو ایسے وقت بغیر اِجازت دُودھ پلا دے۔

مسئلہ : عورتوں پر لازم ہے کہ وہ بلا ضرورت کسی کے بچے کو دُودھ نہ پلائیں۔

دُودھ پینے پلانے کی عمر :

مسئلہ : زیادہ سے زیادہ دُودھ پلانے کی مدت دو برس ہے۔ دو برس کے بعد دُودھ پینا پلانا حرام ہے، بالکل دُرست نہیں۔

مسئلہ : اگر بچہ کھانے پینے لگا اور اِس وجہ سے دو برس سے پہلے دُودھ چھڑا دیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔

رشتۂ رَضاعت کب ثابت ہوتا ہے ؟

مسئلہ : جب بچہ نے کسی اور عورت کا دُودھ پیا تو وہ عورت اُسکی ماں بن گئی اور اُس انا کا شوہر جس

کے بچہ کا یہ دُودھ ہے اُس بچہ کا باپ ہوگیا اور اُس کی تمام اولاد اُسکے دُودھ شریکی بھائی بہن ہوگئے اور نکاح حرام ہوگیا اور جو جو رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دُودھ کے اعتبار سے بھی حرام ہو جاتے ہیں۔

عام طور سے مجتہدین کے فتوے میں یہ حکم جب ہی ہے کہ بچے نے دو برس کے اَندر ہی اَندر دُودھ پیا ہو۔ اگر بچہ دو برس کا ہو چکا ہے اور اُس کے بعد کسی عورت کا دُودھ پیا تو اُس پینے کا کوئی اعتبار نہیں نہ وہ پلانے والی ماں بنی اور نہ اُس کی اولاد اِس بچے کے بھائی بہن ہوئے اِس لیے اگر آپس میں نکاح کردیں تو دُرست ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ڈھائی برس کے اَندر اَندر بھی دُودھ پیا ہو تب بھی نکاح دُرست نہیں۔ اِس لیے اگر ابھی نکاح نہ ہوا ہو اور امام صاحبؒ کے قول کی رعایت کی جائے تو اچھا ہے۔

مسئلہ : جب بچہ کے حلق میں دُودھ چلا گیا تو سب رشتے حرام ہوگئے چاہے تھوڑا دُودھ گیا ہو یا بہت۔

مسئلہ : اگر بچہ نے چھاتی سے دُودھ نہیں پیا بلکہ عورت نے اپنا دُودھ نکال کر اُس کے حلق میں ڈال دیا تو اِس سے بھی سب رشتے حرام ہوگئے۔ اِسی طرح اگر بچہ کی ناک میں دُودھ ڈال دیا تب بھی سب رشتے حرام ہوگئے۔

مسئلہ : اگر بچہ اور چیزیں کھانے پینے لگا ہو اور ماں کا دُودھ پینا چھوڑ دیا ہو لیکن پھر دو سال کی عمر کے اَندر کسی عورت نے اُس کو اپنا دُودھ پلا دیا ہو تو رضاعت ثابت ہوگی۔

مسئلہ : اگر عورت کا دُودھ پانی میں یا کسی دوا میں خواہ وہ مائع ہو یا جامد ہو وغیرہ میں ملا کر بچہ کو پلایا تو دیکھو کس چیز کا غلبہ ہے دُودھ کا یا دُوسری شے کا؟ اُن میں سے جس چیز کا رنگ بو اور مزہ غالب ہو اُسی چیز کا غلبہ سمجھا جائے گا بلکہ جس چیز کا ایک وصف بھی غالب ہو اُسی چیز کا غلبہ سمجھا جائے گا، اگر دُودھ کا غلبہ ہوا تو رضاعت ثابت ہوگی ورنہ نہیں۔

مسئلہ : عورت کا دُودھ بکری یا گائے کے دُودھ میں مل گیا اور بچے نے پی لیا تو دیکھو زیادہ کون سا ہے؟ اگر عورت کا دُودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو سب رشتے حرام ہوگئے اور جس عورت کا دُودھ ہے یہ بچہ اُس کی اولاد بن گیا اور اگر بکری یا گائے کا دُودھ زیادہ ہے تو اُس کا کچھ اعتبار نہیں ایسا سمجھیں گے کہ گویا اُس نے پیا ہی نہیں۔ (باقی صفحہ ۶۱)

قسط : ۱۵

یہودی خباثتیں

﴿ تحریر : فلسطینی مفکر عبداللہ التل ، ترجمہ و تلخیص : مولانا سیّد سلمان صاحب ندوی ﴾

✡ ✡ ✡

4 - جرمنی میں :

جرمنی میں یہودی اَثر و نفوذ اور اِقتدار کی کہانی کچھ مختلف ہے، جرمنی میں یہودیوں کے نفوذ نے اُس کو زبردست نقصانات اور دو عالمی جنگوں میں تباہ کن شکست سے دوچار کرایا، جنگوں میں ابتداء جرمنی کا پلہ بھاری تھا لیکن اندر اور باہر کے یہودیوں نے اِس کو شکست کے غار میں دھکیل دیا۔

پہلی جنگِ عظیم کے دوران اور اُس سے پہلے اور اُس کے بعد بھی یہودی جرمنی حکومت کے مرکزی عہدوں پر مسلط تھے، ذیل کی فہرست سے اِس کا اندازہ لگایئے :

1	ہاس	HAASE	یہ اور مندرجہ ذیل افراد جرمنی وزارتوں میں دخیل تھے
2	لینڈز برگ	LANDSBERG	یہ اور مندرجہ ذیل افراد جرمنی وزارتوں میں دخیل تھے
3	کوٹسکی	KAUTSKI	یہ اور مندرجہ ذیل افراد جرمنی وزارتوں میں دخیل تھے
4	الزخ	ALZECH	یہ اور مندرجہ ذیل افراد جرمنی وزارتوں میں دخیل تھے
5	کون	KOHN	یہ اور مندرجہ ذیل افراد جرمنی وزارتوں میں دخیل تھے
6	پرٹس فلڈ	PERTZFELD	یہ اور مندرجہ ذیل افراد جرمنی وزارتوں میں دخیل تھے

1	شیور	SCHIFFER	مالیات پر حاوی تھے
2	برنس ٹائن	BERNSTIEN	مالیات پر حاوی تھے

1	پروس	PREUSS	اُمورِ داخلہ میں دخیل تھے
2	فروند	FREUND	اُمورِ داخلہ میں دخیل تھے

پیروسیا میں ''روزنفلڈ'' ROSENFELD کی قیادت میں سو فیصد وزارتِ عدل یہودیوں کے ہاتھ میں تھی اور ''ہرش'' HIRSCH وزیر داخلہ تھا، اور ''سمن'' SIMN وزیر مالیات تھا، سکسونیا میں دو یہودی ''لپنسکی'' LIPINSKI اور ''شوارٹز'' SCHWARTZ حکومت کو کٹھ پتلی بنائے ہوئے تھے۔

وری ٹمبرگ میں دو یہودی ''ٹال ہائمر'' TALHEIMER اور ہائی مین HEIMAN حکومت پر قابض تھے، ''ھس'' علاقہ میں فولڈ FULD نامی یہودی اپنا تسلط قائم کیے ہوئے تھا۔

میونخ کے بالشویک اِنقلاب ۱۹۱۸ء کے علمبردار سب ہی یہودی تھے جن کے نام حسبِ ذیل ہیں :

1	LIEBKNECHT	8	REIS
2	WOLHEIM	9	BIREHBAUM
3	ROSEFELD	10	ROSENHEK
4	LOWEHBERY	11	KRANOLD
5	EISNER	12	ARNOLD
6	LUXENBOURGE	13	ROTSCHILD
7	KAISER		

برلین، فرانکفرٹ، میونخ اور آسن کے پولیس ڈائریکٹر یہودی تھے، مزدور کونسل اور فوج کونسل کے لیڈران یہودی تھے۔

یہی وجوہات تھیں کہ جرمن کو پہلی جنگِ عظیم میں شکست ہوئی کیونکہ جنگ یہودیوں کی سازش کے نتیجہ میں ہوئی تھی اور اُنہوں نے اِس کا پورا فائدہ اُٹھایا، جرمنی میں ہٹلر کی آمد ۱۹۳۳ء سے پہلے تک یہودیوں کا تسلط رہا، ہٹلر نے جرمنی کو یہودیوں کے تسلط سے آزاد کرنے کی کوشش شروع کی لیکن یہودیوں نے دُوسری جنگِ عظیم کا منصوبہ بنانا شروع کر دیا۔ یہودیوں نے برطانیہ فرانس اور امریکہ میں اپنی مخفی حکومت کے کارندوں کا بڑے

پیمانہ پر استعمال شروع کیا اور آخر وہ خوفناک تباہ کن قیامت خیز جنگِ عظیم ثانی بھڑک اُٹھی جس نے کروڑوں اِنسانوں کو لقمۂ اَجل بنالیا اور بے حد وحساب دولت واَملاک نیست ونابود ہوگئیں۔ یہودیوں نے دورانِ جنگ اور مابعد جنگ ایک سازش کے ساتھ شور مچانا شروع کیا کہ اِن کے ساٹھ لاکھ افراد نازی ظلم کے شکار ہوگئے، یہ ایک سفید جھوٹ تھا جس کے دھوکہ میں اَندھی حکومتیں اور فریب خوردہ قومیں آگئیں۔

۱۹۴۸ء میں یہودی روزنامہ نیویارک ٹائمز نے شائع کیا کہ پوری دُنیا میں یہودی ۱۵ ملین ۷۰۰ ہزار ایک کروڑ ستاون لاکھ ہیں، ۱۹۴۷ء کی سالانہ یہودی تقویم نے شائع کیا تھا کہ ۱۹۳۹ء میں دُنیا میں یہودیوں کی تعداد ۱۵ء۵ ملین تھی، اب اگر ہم یہودی پروپیگنڈہ مان لیں اور ۶ ملین الگ کردیں جن کو ہٹلر نے ماردیا تو یہودی صرف ۹.۵ ملین باقی رہ جاتے ہیں، یہودی اِس تعداد کو تسلیم نہیں کرتے، اِس سے اُن کا جھوٹ، فریب، مغالطہ انگیزی اور بے حیائی پوری طرح ظاہر ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ : دینی مسائل

مسئلہ : اگر دو عورتوں کا دُودھ باہم مل گیا تو رضاعت دونوں عورتوں سے ثابت ہوگی خواہ دونوں دُودھ برابر کی مقدار کے ہوں یا کم وبیش ہوں۔

مسئلہ : مردہ عورت کا دُودھ نکال کر کسی بچے کو پلا دیا تو اِس سے بھی رشتے حرام ہوگئے۔

مسئلہ : نو سال اور اُس سے زائد عمر کی کنواری لڑکی کے دُودھ اُتر آیا اور اُس کو کسی بچے نے پی لیا تو رضاعت ثابت ہوگئی۔

مسئلہ : آیسہ کے پستانوں میں سفید یا زرد رنگ کا پانی آئے اور اُسے بچہ پی لے تو رضاعت ثابت ہوتی ہے۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۵؍فروری کو جناب محمد سرور صاحب الحسینی جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

۱۶؍فروری کو حضرت مولانا طارق جمیل صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور اَساتذہ کرام اور طلباء سے تفصیلی خطاب فرمایا۔ اِسی روز جناب میاں زبیر صاحب صبح ۱۱ بجے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے، جامعہ کی تعلیمی اور تعمیراتی ترقی کو دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

بروز ہفتہ مورخہ ۱۶؍فروری کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید سے بعد از نماز عصر جامعہ کے متعلم محمد عمران کی دعوت پر کوٹ رادھا کشن کے نواح میں درسِ قرآن دینے کے لیے اُن کے گاؤں تشریف لے گئے۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت صاحب نے آدھا گھنٹہ تفصیلی بیان فرمایا، بیان کے بعد حضرت سے لوگوں نے ملاقات کی اور دُعاؤں کی درخواست کی۔ اُس کے بعد تقریباً ساڑھے آٹھ بجے واپسی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور حضرت کے بیان سے لوگوں کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

۲۲؍فروری کو کراچی سے جناب حافظ فرید احمد صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب سے ملاقات کی، جامعہ کی تعلیمی اور تعمیراتی ترقی کو دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

بروز اتوار مورخہ ۲۴؍فروری کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب دامت برکاتہم ضلع ننکانہ کے 565 چک میں اصلاحی بیان کے سلسلہ میں صبح ساڑھے آٹھ بجے روانہ ہو کر تقریباً گیارہ بجے وہاں پہنچے۔ حضرت نے بیان کا آغاز یاایھاالذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا کی آیت کریمہ سے کیا اور اِسی آیت کریمہ کو موضوع بنا کر تقریباً پون گھنٹہ بیان فرمایا۔ پروگرام میں علاقہ کے مرد حضرات کے علاوہ خواتین کی کثیر تعداد (جن کے لیے علیحدہ پردے کا انتظام کیا گیا تھا) بھی موجود تھی۔ علاقہ والوں نے الریاض

گریژن ہائی سکول کے نگران جناب حافظ محمد عرفان اشرف صاحب اور سکول کابینہ کو پروگرام کے اِنعقاد پر نہایت سراہا تاہم اِس سلسلہ کو قائم رکھنے پر اہل علاقہ نے اپنی خواہش کا اظہار بھی کیا۔

بیان کے فوراً بعد حضرت والا نے دعوتِ طعام میں شرکت کی جس میں معززین علاقہ خصوصاً حاجی محمد اکبر، محمد عمران وغیرہ بھی موجود تھے۔ بعداز طعام حضرت والا چک 562 میں حاجی محمد اکبر صاحب کے بھٹہ خشت تشریف لے گئے اور وہاں دُعا فرمائی۔ شام تقریباً چھ بجے حضرت واپس بخیر جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے۔

۲۴ رفروری کو جناب یوسف صاحب شمشی کی دعوت پر اُن کے صاحبزادے عبداصمد صاحب شمشی کی شادی کی تقریب میں شرکت کی اور نکاحِ مسنونہ پڑھایا۔

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرمادیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 092 - 5330311 - 42 - 092

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 092 - 7703662 - 42 - 092

موبائل نمبر 4249301 - 0333

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)